﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿.....اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿.....عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد18 | جمعۃ المبارک24/جون2011ء | شمارہ 25
21/رجب1432 ہجری قمری ❁ 24/احسان 1390 ہجری شمسی

مسواک کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
’’اگر میری اُمّت پر یہ بات گراں نہ گزرتی تو مَیں انہیں عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے اور ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دے دیتا‘‘۔ (صحیح مسلم ۔کتاب الطہارۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔ جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا تعالیٰ سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے اور ان بداعمالیوں سے بچے جس کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔

رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرّف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبّر میں لگاوے۔

اسلام میں کفر، بدعت، الحاد، زندقہ وغیرہ اسی طرح سے آئے ہیں کہ ایک شخصِ واحد کے کلام کو اس قدر عظمت دی گئی جس قدر کہ کلام الٰہی کو دی جانی چاہئے تھی۔

28/دسمبر1903ء۔

’’ایک صاحب آمدہ از امروہہ نے دریافت کیا کہ ’’دلائل الخیرات‘‘ جو ایک کتاب وظیفوں کی ہے اگر اسے پڑھا جاوے تو کچھ حرج تو نہیں؟ کیونکہ اس میں آنحضرت ﷺ پر درود شریف ہی ہے اور اس میں آنحضرت ﷺ ہی کی تعریف جابجا ہے۔ فرمایا کہ:

انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔ جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا تعالیٰ سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے اور ان بداعمالیوں سے بچے جس کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا مدد وحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے وہ اس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث میں موجود ہو وہ محدّثات میں داخل ہوگی۔ رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبّر میں لگاوے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لیے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دُعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمتِ الٰہی میرے بھی شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چُنتا ہے پھر آگے چل کر اور قسم کا چُنتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسبِ حال فائدہ اُٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے۔ ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی؟ خدا تعالیٰ کے سوا اور کس کی طاقت ہے کہ کہے فلاں راہ سے اگر سورۂ یٰسین پڑھو گے تو برکت ہوگی ورنہ نہیں۔

قرآن شریف سے اعراض کی دو صورتیں ہوتی ہیں: ایک صوریؔ اور ایک معنویؔ۔ صوریؔ یہ کہ کبھی کلام الٰہی کو پڑھا ہی نہ جاوے جیسے اکثر لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر وہ قرآن شریف کی عبارت تک سے بالکل غافل ہیں، اور ایک معنویؔ کہ تلاوت تو کرتا ہے مگر اس کی برکات وانوار و رحمت الٰہی پر ایمان نہیں ہوتا۔ پس دونوں اعراضوں میں سے کوئی اعراض ہو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

امام جعفرؓ کا قول ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کہاں تک صحیح ہے کہ میں اس قدر کلام الٰہی پڑھتا ہوں کہ ساتھ ہی الہام شروع ہو جاتا ہے۔ مگر بات معقول معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک جنس کی شیئ دوسری شیئ کو اپنی طرف کشش کرتی ہے۔ اب اس زمانہ میں لوگوں نے صدہا حاشیے چڑھائے ہوئے ہیں۔ شیعوں نے الگ، سنّیوں نے الگ۔ ایک دفعہ ایک شیعہ نے میرے والد صاحب سے کہا کہ میں ایک فقرہ بتلاتا ہوں وہ پڑھ لیا کرو تو پھر طہارت اور وضو وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اسلام میں کفر، بدعت، الحاد، زندقہ وغیرہ اسی طرح سے آئے ہیں کہ ایک شخصِ واحد کے کلام کو اس قدر عظمت دی گئی جس قدر کہ کلام الٰہی کو دی جانی چاہئے تھی۔ صحابہ کرامؓ اسی لیے احادیث کو قرآن شریف سے کم درجہ پر مانتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ فیصلہ کرنے لگے تو ایک بوڑھی عورت نے اُٹھ کر کہا حدیث میں یہ لکھا ہے۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ میں ایک بڑھیا کے لیے کتاب اللہ کو ترک نہیں کر سکتا۔ اگر ایسی ایسی باتوں کو جن کے ساتھ وحی کی کوئی مدد نہیں، وہی عظمت دی جاوے تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسیح کی حیات کی نسبت جو اقوال ہیں اُن کو بھی صحیح مان لیا جاوے حالانکہ وہ قرآن شریف کے بالکل مخالف ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 520-519۔ ایڈیشن2003ء)

جب آپ نماز کی باقاعدہ عادت ڈال لیں گے تو خدا تعالیٰ سے آپ کا تعلق مضبوطی سے قائم ہو جائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور دینی لگاؤ پیدا ہوگا۔

یہ نہ سمجھیں کہ ابھی ہم بچے ہیں۔ یہ وقت بہت اہم ہے۔ جس طرح آپ تعلیم حاصل کرتے ہیں جس پر آپ کے مستقبل کا انحصار ہے اسی طرح نہایت ضروری ہے کہ ابھی سے خدا تعالیٰ سے آپ کا مضبوط تعلق پیدا ہو جائے۔

اِس عمر میں نماز، تلاوت اور نوافل کی عادت ڈالنی شروع کریں گے تو آپکی روحانی ترقی عمل میں آئے گی۔

آنحضرت ﷺ کے وقت میں چھوٹے چھوٹے بچے نیکیوں میں حصہ لیتے تھے۔ حضرت علیؓ، حضرت زید بن حارثہ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت معوذ اور معاذ رضی اللہ عنہم کی مثالوں کا تذکرہ

تیرہ چودہ سال کی عمر میں آپ میں سے بعض اپنے ماحول سے متأثر ہو کر آزادی چاہتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ یہ آزادی خدا تعالیٰ کے احکام کے خلاف نہیں ہونی چاہئے۔ آپ احمدیت کے مستقبل کے رہنما ہیں۔ آپ کو اس کا ثبوت فراہم کرنا چاہئے اور اسی عمر سے آپ اس کی تربیت حاصل کریں۔

مجلس اطفال الاحمدیہ برطانیہ کی سالانہ ریلی کی اختتامی تقریب (منعقدہ 24 اپریل 2011ء) میں
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اطفال سے خطاب

(رپورٹ: حامدہ سنوری فاروقی)

(بیت الفتوح لندن۔ 24 اپریل 2011)
مجلس اطفال الاحمدیہ برطانیہ کی سالانہ ریلی امسال 22 تا 24 اپریل 2011ء منعقد کی گئی۔ 24/اپریل کو اختتامی تقریب میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بنفس نفیس شرکت فرمائی اور خطاب سے نوازا۔

اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد مکرم ناصر خواجہ صاحب مہتمم اطفال نے سالانہ ریلی کی رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے مطابق ریلی کا آغاز 22 اپریل کو نماز جمعہ کے بعد مکرم فہیم احمد انور صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کی تقریر سے ہوا۔ بعدازاں علم حاصل کرنے کی اہمیت پر تقریر ہوئی۔

پھر اطفال کو عمر کے لحاظ سے چار گروپس میں تقسیم کر دیا گیا۔ تمام گروپس نے علمی پروگراموں اور کھیلوں کے مقابلہ جات میں شمولیت کی جن میں تلاوت، نظم اور تقاریر کے علاوہ رسّہ کشی، فٹ بال اور دوڑ شامل تھے۔ حضور انور کے ارشاد کے مطابق امسال نماز ٹیسٹ بھی لیا گیا جس میں پانچ سو اطفال شریک ہوئے۔ قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن کریم پڑھنے سے متعلق بھی معلومات اکٹھی کی گئیں اور دینی معلومات کا مقابلہ بھی منعقد ہوا۔ دین کے لئے قربانی کے موضوع پر ایک پروگرام بھی پیش کیا گیا اور ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ احمدیہ مساجد پر حملوں سے متعلق ایک پروگرام بھی پیش کیا گیا جس میں دو ایسے چشمدید گواہ بھی موجود تھے جو اُس سانحے کے وقت مسجد دارالذکر لاہور میں موجود تھے۔ امسال ریلی میں 932 اطفال شامل ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی اجلاس سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ حضور انور نے تشہد و تعوذ اور تسمیّہ کے بعد اپنے مختصر خطاب میں فرمایا کہ آج آپ کی تین روزہ اطفال ریلی کا پروگرام کامیابی سے تکمیل کو پہنچا ہے اور اب آپ اختتامی تقریب منعقد کر رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ سب کو علم ہے کہ اطفال کی عمر سات سے پندرہ سال کی ہوتی ہے۔ اس میں دو بنیادی گروپ ہوتے ہیں۔ سات سے بارہ سال تک اور بارہ سے پندرہ سال تک۔ کیونکہ سات سے بارہ سال تک بچے ابھی ذہنی طور پر پوری سمجھداری کی عمر تک نہیں پہنچے ہوتے اور بارہ سے پندرہ سال کی عمر میں انسان کافی سمجھداری کی عمر کو پہنچ چکا ہوتا ہے۔ پھر ان دو بنیادی گروپوں کو مزید گروپ بنا کر تعلیمی سہولتیں دی جاتی ہیں۔ آپ میں سے بہت سے لڑکوں نے یہاں مقابلہ جات میں حصہ لیا ہے۔ ان تعلیمی مقابلوں سے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ آپ کی ذہنی صلاحیتیں کہاں تک نشوونما پا گئی ہیں۔ مگر آپ کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ان مقابلوں کا مقصد صرف مقابلہ برائے مقابلہ نہیں ہوتا بلکہ مقصد یہ ہے کہ آپ دینی نصائح کو سنیں اور دینی علم میں ترقی کریں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ نے جو تقاریر سنیں اور جن مقابلہ جات میں آپ نے شمولیت کی وہاں جو بھی نیکی کی باتیں آپ نے سنیں آپ انہیں اپنی زندگیوں کو حصہ بنائیں گے خواہ آپ نے وہ باتیں اپنے دوسرے اطفال بھائیوں سے سنیں یا بڑوں سے اور منتظمین سے سیکھیں وہ ہمیشہ کے لئے آپ کی عملی زندگی کا حصہ بن جانا چاہئیں۔

اسی طرح جنہوں نے تعلیمی مشقوں اور مقابلوں میں حصہ لیا وہ بھی اُسے صرف مقابلہ برائے مقابلہ کے لئے استعمال نہیں کریں گے بلکہ اُن نیک باتوں اور نصائح کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنالیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے آپ کی زندگی کا مقصد خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ اِس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر فرض کیا ہے کہ وہ پانچ وقت روزانہ خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔ باقاعدگی سے نماز پڑھیں۔

اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب ایک بچہ سات سال کا ہو جائے تو اُسے نماز کی باقاعدہ ادائیگی کا احساس دلائیں اور نماز کی اہمیت سکھائیں۔ جب بچہ دس سال کا ہو جائے تو زیادہ زور دے کر پابندی سکھائیں اور اگر سختی بھی کرنی پڑے تو سختی سے نماز پڑھوائیں کیونکہ جب بچہ بارہ سال کا ہو جائے گا اُس کے بعد آپ کا حق صرف یہ رہ جائے گا کہ آپ نصیحت کریں کیونکہ بارہ سال کی عمر تک بچے میں یہ صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ بذاتِ خود اپنے شعور کی عمر کو پہنچ گیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نہایت حلیم اور نرم طبع تھے مگر دس سال کی عمر کے بعد سختی سے نماز کی پابندی کی تعلیم دیتے ہیں۔ اگر چھوٹی عمر سے ہی یہ عادت ڈال لیں تو پھر ساری عمر نمازوں میں باقاعدگی حاصل رہے گی۔

حضور نے فرمایا کہ اسلام کے بنیادی ستونوں میں سے اوّل کلمہ اور دوم نماز ہے۔ لڑکوں کے لئے ضروری ہے کہ نماز باجماعت پڑھیں۔ نماز سنٹر میں یا مسجد جا کر نماز باجماعت پڑھنی چاہئے۔

حضور نے فرمایا: جب آپ نماز کی باقاعدہ عادت ڈال لیں گے تو خدا تعالیٰ سے آپ کا تعلق مضبوطی سے قائم ہو جائے گا اور آنحضرت ﷺ سے محبت اور دینی لگاؤ پیدا ہوگا اور یہی تخلیق کا مقصد ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ ابھی ہم بچے ہیں۔ یہ وقت بہت اہم ہے۔ جس طرح آپ تعلیم حاصل کرتے ہیں جس پر آپ کے مستقبل کا انحصار ہے اسی طرح نہایت ضروری ہے کہ ابھی سے خدا تعالیٰ سے آپ کا مضبوط تعلق پیدا ہو جائے۔ یہاں میں آپ کو حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی مثال دیتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیگم سیدہ نصرت جہاں صاحبہؓ کے بھائی تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چودہ سال کی عمر میں انہیں موقع ملا کہ انہوں نے رمضان المبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس گزارا اور وہ نماز تہجد حضورؑ کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ انہوں نے خاص توجہ سے نوٹ کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کی کونسی سورتیں پڑھتے ہیں اور کیا دعائیں کرتے ہیں۔ تو اتنی چھوٹی عمر میں یہ شوق پیدا کر لیں تو پھر عادت پختہ ہو جاتی ہے۔ بعد میں ساری عمر، آخری دن تک انہوں نے تہجد ادا کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ تین مہینے تک رمضان المبارک آنے والا ہے اور اس بار تو آپ کی اُس ماہ میں اسکولوں کی چھٹیاں ہیں۔ آپ پر، جو چھوٹی عمر کے ہیں، ابھی روزے فرض نہیں ہوئے مگر اِس عمر میں نماز، تلاوت اور نوافل کی عادت ڈالنی شروع کریں گے تو آپ کی روحانی ترقی عمل میں آئے گی۔ آنحضرت ﷺ کے وقت میں چھوٹے چھوٹے بچے نیکیوں میں حصہ لیتے تھے۔ حضرت علیؓ صرف دس سال کے تھے جب آنحضرت ﷺ نے اپنے تمام قبیلے کو جمع کیا کہ آپ میں سے کون خدا تعالیٰ کی راہ میں میرا مددگار ہوگا؟ وہ سب خاموش رہے مگر حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر کہا کہ مَیں آپ کا مددگار بنوں گا۔ اس پر کفار مکہ نے خوب مذاق اڑایا کہ اگر اس کے ساتھ بچے شامل ہیں تو یہ کیسا مذہب ہے جسے یہ دنیا میں پھیلائے گا۔ مگر دنیا نے دیکھا کہ وہ بچہ بہادری اور نیکی کی مشعل بن گیا۔ آنحضرت ﷺ کا دایاں بازو بن گیا۔ جب آپؐ نے ہجرت فرمائی تو حضرت علیؓ کو اپنی جگہ چھوڑا۔ اس بات سے بھی اُس اعتماد کا اظہار ہوتا ہے جو آپؐ کو حضرت علیؓ پر تھا۔

زید بن حارث بھی ابھی بچے تھے۔ وہ حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے مگر آنحضرت ﷺ سے اس قدر شدید محبت رکھتے تھے کہ جب اُن کے والد اور عزیز اُنہیں واپس لے جانے کے لئے آئے اور کہا کہ تمہاری ماں بہت شدّت سے تمہاری منتظر ہے تو باپ بھائیوں اور رشتہ داروں کو دیکھنے اور ملنے کے باوجود انہوں نے جانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے اسلام کے لئے بہت قربانیاں دیں۔

زبیرؓ بن عوام نے بھی بہت چھوٹی عمر میں اسلام کے لئے بہت قربانیاں دیں۔ غزوۂ بدر کے وقت بھی بہت سے واقعات بچوں کے ہیں۔ اُن میں ایک مثال حضرت عمیرؓ کی ہے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ آنحضرت ﷺ نے بچوں کو جنگ پر جانے سے منع فرمایا ہے تو وہ چھپ گئے۔ جب کسی نے اُنہیں ڈھونڈ نکالا تو وہ رونے لگے اور آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے اجازت دیں کہ مَیں دشمن سے لڑوں اور اسلام کی حفاظت کروں۔

ایک اور مثال دو بہادر بچوں، تیرہ چودہ سال کے لڑکوں کی ہے جن کا نام معوذ اور معاذ تھا۔ غزوۂ بدر میں انہوں نے ایک صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے درخواست کی اور اُن کے کندھوں پر سہارا لے کر وہ اوپر ہوئے اور کہا کہ ہمیں ابوجہل دکھا دیں۔ پھر انہوں نے ایسا دلیرانہ حملہ ابوجہل پر کیا کہ اُسے قتل کر دیا۔ ابوجہل کے بیٹے نے آگے بڑھ کر اُن میں سے ایک لڑکے کا بازو کاٹ دیا مگر وہ پھر بھی لڑتے چلے گئے۔ یہ ہے بہادری کا جذبہ!

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کے زمانے میں جہاد تلوار کا نہیں قلم کا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں قلم کے جہاد کی طرف بلایا ہے اور یہ جہاد تعلیم حاصل کر کے ہی ہوسکتا ہے اور پھر علم کے ساتھ نیکیاں کریں تو خدا تعالیٰ سے ایمانی مضبوطی حاصل ہوگی۔

باقی صفحہ 4 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر150

مکرم ہانی محمد الزہیری صاحب (2)

پچھلی قسط میں ہم نے مکرم ہانی الزہیری صاحب کے سلفی جماعت میں داخل ہونے تک کی داستان بیان کی تھی ،اس قسط میں بقیہ حالات وواقعات کا ذکر کیا جائے گا۔

سلفی جماعت میری نظر میں

مکرم ہانی محمد الزہیری صاحب کہتے ہیں:

میں روحانیت کا متلاشی تھا اور روح کی تسکین جیسی کوئی چیز مجھے سلفی جماعت میں نہ ملتی تھی۔میرے خیال میں سلفی جماعت شیشے کا ایک برتن دکھائی دیتی ہے،جس کے پاس جب کوئی پیاسا اپنی پیاس بجھانے کیلئے آتا ہے تو اسے بالکل خالی پاتا ہے اور پیاسا ہی لوٹ جاتا ہے۔اس جماعت میں رہتے ہوئے مجھے جس چیز کا فائدہ ہوا وہ یہ تھی کہ میں نے شرعی علوم جیسے فقہ،حدیث،تاریخ اور اصول فقہ وغیرہ میں خاصہ درک حاصل کرلیا۔

بیعت سے قبل کا ایک رؤیا

احمدیت قبول کرنے سے پانچ سال قبل میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں حج اور عمرہ کرنے گیا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ کعبہ شریف کا علاقہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا ہے اور کعبہ پر گردوغبار پڑی ہوئی ہے۔پھر میں نے دیکھا کہ لوگ طواف تو کررہے ہیں لیکن وہ الٹی سمت میں گھوم رہے ہیں۔(طواف کرتے وقت کعبہ بائیں جانب ہونا چاہئے لیکن میں نے دیکھا کہ طواف کرنے والے الٹی سمت میں یوں گھوم رہے ہیں کہ کعبہ ان کے دائیں جانب ہے) میں کچھ دیر کیلئے انہیں دیکھتا رہا اور سوچا کہ کیا میں بھی ایسے ہی کروں جیسے یہ کررہے ہیں یا مجھے صحیح طریق پر طواف کرنا چاہئے۔بالآخر میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے بہرحال درست راہ ہی اپنانی چاہئے۔ چنانچہ ابھی میں نے طواف شروع ہی کیا تھا کہ ایک شخص نے مجھے روک کر کہا: یہ تم کیا کررہے ہو؟ میں نے کہا کہ طواف کررہا ہوں۔اس نے کہا لیکن تم غلط سمت میں طواف کررہے ہو۔ میں نے کہا: نہیں، بلکہ میں ہی درست طریق پر طواف کررہا ہوں۔اس نے کہا: تم دیکھ نہیں رہے کہ تمام لوگ دوسری سمت میں طواف کررہے ہیں کیا سب غلطی پر ہیں اور تم ایک صحیح ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں سب غلط کررہے ہیں اور میرا طریق ہی درست ہے۔اس پر اس نے میرے سامنے زور زور سے چلاّنا شروع کردیا اور لوگ میرے گرد جمع ہونے شروع ہو گئے اور مجھے مسجد حرام کے احاطہ سے باہر نکال دیا۔میں نے سوچا کہ میں کسی عالم سے جا کر صلاح لیتا ہوں شاید مجھے ہی غلطی لگی ہو۔

چنانچہ تلاش بسیار کے بعد مجھے ایک جگہ بہت سے علماء ایک مسجد کے احاطہ میں مل گئے۔وہ بڑے حسین وجمیل اور قیمتی تختوں پر بیٹھے تھے اور انکے سامنے دنیاوی لذات اور تحائف کے انبار لگے ہوئے تھے۔اور وہ عبادت وغیرہ سے دُور انہی دنیاوی اشیاء میں ہی محو ومشغول تھے۔ میں نے ان کی طرف بڑے دکھ بھری نگاہ سے دیکھا اور کہا کہ اگر علماء اس طرح کی دنیاوی لذات میں مشغول رہیں گے تو پھر عامۃ الناس کا گمراہ ہونا ایک یقینی امر بن جائے گا۔

اس خواب کی تعبیر مجھے احمدیت قبول کرنے کے بعد درست طور پر سمجھ میں آئی۔

جماعت احمدیہ سے تعارف

میں سلفی عقائد اور اس جماعت سے بیزار ہو چکا تھا لیکن یہ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں اور کس جماعت کا رخ کروں۔لہذا میں نے یہ فیصلہ کیا کہ جن عقائد کے بارہ میں میرا دل مطمئن ہوتا ہے وہی میرے عقائد ہوں گے چاہے ان کی بناء پر کوئی مجھے اپنی جماعت میں شامل سمجھے یا نہ سمجھے۔ مجھے ایسی حالت میں چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک دن میرا ایک سلفی دوست مجھے ملنے آیا اور کہنے لگا کہ تم نے قادیانی جماعت کے بارہ میں کبھی سنا ہے۔میں نے کہا کہ اس بارہ میں مجھے کچھ زیادہ علم نہیں ہے۔اس نے کہا کہ یہ نئے نبی اور نئے دین کے دعویدار ہیں، انکا ایک ٹی وی چینل بھی ہے لیکن ہمارے تمام علماء ومشائخ کے نزدیک یہ کافر ہیں۔سلفی جماعت سے میں پہلے ہی بیزار ہو چکا تھا لہٰذا میں نے کہا میں اس بارہ میں تحقیق کروں گا۔ مجھے اس چینل کا نام نہیں آتا تھا۔انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے 2 کی صورت میں یہ چینل مجھے ''ھاٹ برڈ'' پر مل گیا۔ میں نے اسے دیکھنا شروع کیا لیکن اسکے پروگرام اردو یا بنگالی زبانوں میں تھے جس کی مجھے کچھ سمجھ نہ آئی۔تاہم میری خوش قسمتی کہ انہی دنوں میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کا پروگرام ''أجوبة عن الإیمان'' ایم ٹی اے 2 پر بھی چلایا گیا۔ یہ پروگرام مجھے بہت پسند آیا۔لیکن میرا خیال تھا کہ مصطفیٰ ثابت صاحب کا جماعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اس جماعت نے یہ پروگرام کہیں سے لے کر اپنے چینل پر چلا دیا ہے۔ بہرحال میں ایم ٹی اے دیکھتا رہا یہاں تک کہ ایک دن اس پر پروگرام الحوار المباشر بھی دیکھنے کو مل گیا جس میں تین عرب اور ایک پاکستانی شخص کو دیکھا۔میرا پہلا تأثر یہ تھا کہ ان عربوں نے عیسائی پادری کے ردّ کے لئے ایم ٹی اے سے وقت خریدا ہے۔اور شاید چینل والوں نے اپنی شناخت قائم رکھنے کی خاطر ان میں اپنا بھی ایک آدمی شامل کردیا ہے۔لیکن اس وقت میری حیرت کی انتہاء نہ رہی جب مکرم تمیم ابودقہ صاحب نے اس پروگرام میں کہا کہ ہم احمدی ہیں۔میں سوچ میں پڑ گیا اور کہا کہ اگر عرب بھی اس جماعت میں شامل ہونا شروع ہو گئے ہیں تو مجھے اس کے بارہ میں ضرور تحقیق کرنی چاہئے۔

تحقیق کی ابتدا

اب جب میں نے تحقیق شروع کی تو مجھے NileSat پر ایم ٹی اے العربیہ بھی مل گیا۔اور جب اسے دیکھنا شروع کیا تو پھر اس کا ہی ہوکر رہ گیا۔اس پر مکرم ہانی صاحب کا پروگرام ''التفسیر المقارن'' دیکھا تو عقل وفہم کو مطمئن کرنے والی تفاسیر نے میرا دل موہ لیا۔اسی طرح وفات مسیح، دجال ویاجوج ماجوج کی حقیقت، اور ناسخ ومنسوخ کا ردّ جیسے احمدی عقائد کا تو میں پہلے سے ہی قائل تھا اس لئے ان کو ماننے میں مجھے کچھ مشکل نہ پیش آئی۔تاہم مندرجہ ذیل تین امور نے مجھے آگے بڑھنے سے کچھ عرصہ کے لئے روکے رکھا:

1۔ میں نے بچپن سے لے کر اب تک یہی سنا تھا کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔لیکن جماعت احمدیہ میں یہ سنا کہ اس سے مراد اسی امّت سے ایک نبی کی بعثت ہے۔

2۔ سلفی جماعت میں ہم نے یہی سیکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پیر، منہ اور اعضاء ہیں مگر ہمیں ان کا ادراک نہیں لیکن جماعت احمدیہ میں اس سے مراد خدا کی قدرتیں اور طاقتیں اور صفات ہیں۔

3۔ میرے سابقہ عقائد کے مطابق زمین پر دو قسم کی عاقل مخلوق تھی جسے احکام الٰہیہ کا مکلّف ٹھہرایا گیا ایک انسان اور دوسرے جنّ۔لیکن احمدیت کے مطابق صرف ایک ہی عاقل مخلوق ہے اور وہ انسان ہیں اور صرف وہی مکلّف ہیں۔

ان تین امور کے بارہ میں تحقیق کرتے کرتے مجھے چار ماہ لگ گئے اور خدا کے فضل سے بڑی منطقی ترتیب سے اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھا دیا۔ سب سے پہلے میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائل ہوا جس کے بعد خدا تعالیٰ کے اسماء و صفات اور اعضاء کے بارہ میں اطمینان ہوا اور پھر جنّوں کے موضوع کے بارہ میں میری تشفی ہوگئی۔اس کے لئے میں نے یہ اصول اپنایا کہ اگر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو پھر آپ جو بات کہہ رہے ہیں وہ بھی درست ہے۔چنانچہ میں نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل پر غور کیا تو انہیں نہایت قوی اور قاطع پایا۔لیکن جس بات نے میرے اندر کی ظلمت میں سکینت کے چراغ روشن کردیئے اور جو میرے دل کی قحط زدہ زمین پر فضل کی ایسی پھوہار بن کر نازل ہوئی کہ اسے گل وگلزار کرگئی وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ مروجہ عقائد کی تصحیح پر مشتمل تعلیم ہے جو بذات خود آپ کی صداقت کی ایک عظیم الشان دلیل ہے۔ نیز حضور علیہ السلام کے عربی کلام اور آپ کے دل موہ لینے والے اسلوب بیان نے تو مجھے اپنا گرویدہ کرلیا اور انشراح صدر ہوتا چلا گیا۔

بیعت

انہی دنوں میں مَیں نے عربی ویب سائٹ پر سوال لکھ کر ارسال کیا کہ مختلف مسائل کے بارہ میں آپ کی تفسیرات مجھے بہت اچھی لگتی ہیں لیکن آپ کے اکثر مفاہیم ظاہری معانی سے ہٹ کر اور نہایت عمیق ہیں اس لئے عام لوگوں کو سمجھ نہیں آتے وغیرہ۔ اس کے جواب میں ہانی طاہر صاحب نے مجھے لکھا کہ شاید اس کی یہ وجہ ہو کہ جب انسان ایک لمبے عرصہ تک غلط تفاسیر کے پیچھے چلتا رہے تو اس کے خلاف سننا اور سمجھنا اس کے لئے اتنا آسان نہیں ہوتا۔ باقی قرآن کریم کے عجائب تو کبھی ختم نہیں ہوں گے اور اس کے معانی عمیق در عمیق ہیں جسے مطہر لوگ ہی پاسکتے ہیں اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان مطہرین میں شامل فرمائے۔ ہدایت دراصل ذہانت اور فطانت سے نہیں بلکہ دعا اور خدا کے حضور عاجزی سے نصیب ہوتی ہے۔

ہانی طاہر صاحب کا یہ جملہ ''ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان مطہرین میں شامل فرمائے'' میرے دل میں میخ کی طرح گڑھ گیا۔ میرے لئے عجیب بات تھی کہ کوئی شخص جس کی میرے ساتھ جان پہچان بھی نہ ہو وہ میرے لئے اتنی مخلصانہ دعا کیسے کرسکتا ہے۔اس بات نے میرے دل ودماغ میں ''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ'' یعنی مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں کے کئی مفاہیم اجاگر کردیئے اور میں بے اختیار ہوکر کہہ اٹھا کہ خدا کی خاطر محبت کس قدر خوبصورت اور عظیم شے ہے۔اس جواب نے میرا تحقیق کا سفر مزید مختصر کردیا۔اور اسکے تقریباً چار ماہ بعد 2 نومبر 2007ء کو میں نے بیعت کرلی۔میری پیدائش یکم نومبر 1984ء کی ہے یوں اپنی عمر کے 23ویں برس کے پہلے دن اللہ تعالیٰ نے مجھے قبول احمدیت کی سعادت عطا فرمائی۔فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

بیعت کے بعد کا رؤیا

بیعت کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سے رؤیا کے ذریعہ اطمینان قلب عطا فرمایا۔ایک رؤیا اس طرح سے ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں کسی ہوسٹل کے کمرے میں ہوں جس میں ایک الماری، ایک میز، جس پر چند کتب ہیں اور ایک میرا بیڈ ہے۔اتنے میں پتہ چلتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ہوسٹل کا دورہ فرمارہے ہیں۔ آپ مختلف کمروں کا معائنہ فرماتے ہوئے میرے کمرے میں تشریف لاتے ہیں تو میں بڑی گرمجوشی سے آپ سے مصافحہ کا شرف حاصل کرتا ہوں۔اسی لمحے میرے دل میں خیال گزرتا ہے کہ میں آپکی خدمت میں اپنا قلم پیش کروں اور درخواست کروں کہ آپ اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیں، کیونکہ اگر آپ ایسا فرمائیں گے تو یہ قلم پہلے سے بڑھ کر اچھا لکھے گا۔چنانچہ میری درخواست پر آپ میری یہ خواہش پوری فرمادیتے ہیں۔ میں دوبارہ یہی درخواست کرتا ہوں تو حضور انور قلم کی نِب اپنی زبان مبارک پر لگاتے ہیں اور اس لمحہ آپ کے چہرہ کے خدوخال حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مشابہ ہو جاتے ہیں اور جونہی مجھے قلم عطا فرماتے ہیں تو آپ کے حقیقی خدوخال دوبارہ نمایاں ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ نے مجھے اپنے کوٹ کی جیب سے کوئی جھنڈے کی طرح کی چیز نکال کر عطا فرمائی جسے میں نے لے کر اپنی الماری کے اوپر رکھ لیا۔پھر آپ کمرے میں لگے آئینہ کے پاس تشریف لے گئے اور اس میں

دیکھنا شروع کیا۔ اتنے میں ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا اور آپ پر حملہ کی کوشش کی تو میں اس پر ٹوٹ پڑا اور اسے حضور انور سے دور پھینکنے میں کامیاب ہوگیا۔ حضور انور نے میری طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور پھر تشریف لے گئے۔

اس رؤیا کے بعد میں نے محسوس کیا کہ حضور انور کی محبت میرے دل میں پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔

استجابت دعا کا ایک واقعہ

میں اپنے شہر ''رشید'' سے 150 کلومیٹر دور ایک صحرائی علاقے ''وادی النطرون'' میں کام کرتا تھا۔ جہاں رہنے کے لئے میں نے اپنے ایک دوست کے ساتھ مل کر ایک چھوٹا سا اپارٹمنٹ کرائے پر لیا ہوا تھا۔ میں سارا ہفتہ وادی النطرون میں ہی قیام کرتا اور ہفتے کے آخری دن کی چھٹی گزارنے اپنے شہر ''رشید'' آجاتا تھا۔ گرمیوں کے ایک دن کی بات ہے کہ میں چھٹی کا دن گزارنے کے بعد واپس وادی النطرون جارہا تھا اور وہاں پہنچنے میں چھ سات کلومیٹر کا فاصلہ باقی تھا کہ اچانک مجھے یاد آیا کہ اپارٹمنٹ کی چابی تو میں اپنے شہر میں ہی بھول آیا ہوں۔ اب میرے سامنے دو ہی راستے تھے:

1۔ یا تو اس صحرائی علاقے کی گرمی میں اپنے بیگ وغیرہ لے کر سیدھا کام کی جگہ پر جاکر اپنے دوست سے چابی لوں اور پھر واپس آکر اپارٹمنٹ میں سامان رکھوں اور کام پر چلا جاؤں۔

2۔ یا یہ حل تھا کہ میں کام سے آج چھٹی کروں اور اپنے شہر واپس آجاؤں جہاں سے چابی لے کر اگلے دن وادی النطرون چلا جاؤں۔

میں نے آنکھیں بند کر کے خدا کے حضور دعا کرنی شروع کر دی۔ ابھی دعا کر ہی رہا تھا کہ میرے دل میں بڑی شدت کے ساتھ یہ خیال آیا کہ مجھے نہ دوست کے پاس نہ ہی اپنے شہر واپس جانا چاہئے بلکہ سیدھا اپارٹمنٹ چلے جانا چاہئے۔ کئی بار سوچا بھی کہ میرے پاس تو چابی نہیں ہے پھر بھی نہ جانے کیوں میرے قدم اپارٹمنٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ وہاں پہنچ کر جو کچھ دیکھا اس سے مجھ پر لرزہ طاری ہوگیا اور میں حیرت اور تعجب کی تصویر بن کے رہ گیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا ہے۔ میں نے سمجھا شاید میرا دوست آج کام سے جلدی واپس آگیا ہے۔ لہٰذا خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے میں نے سامان رکھ کر اپارٹمنٹ میں اپنے دوست کو تلاش کیا لیکن وہ اپارٹمنٹ کے اندر اور باہر کہیں موجود نہ تھا۔ بہر حال میں جلدی سے تیار ہو کر کام پر گیا اور وہاں اپنے دوست سے ملا اور اس سے پوچھا کہ کیا آج تم اپارٹمنٹ واپس گئے تھے؟ تو اس نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے کہا پھر یقیناً تم نکلتے وقت دروازہ بند کرنا بھول گئے تھے۔ کیونکہ جب میں گیا تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے کہا ہرگز نہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے دروازہ بند کیا تھا۔ میں نے کہا کہ یقیناً تم ہی بھولے ہو اور یہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو استجابت دعا اور اپنی رحمت وعنایت کا خاص نشان دکھایا ہے جو تم جیسا شخص دروازہ بند کرنا بھول گیا جو دروازہ بند کرنے کے بعد بھی کئی دفعہ چیک کرتا ہے کہ بند ہوا ہے یا نہیں۔

میں نے محسوس کیا کہ بیعت کے بعد اللہ تعالیٰ نے کثرت سے میری دعائیں قبول فرمائی ہیں اور فرما رہا ہے۔ بلکہ بیعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میری وہ دعائیں بھی قبول فرمائی ہیں جو میں احمدیت میں داخل ہونے سے قبل کیا کرتا تھا۔ ان میں سے تحدیثِ نعمت کے طور پر دو کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

احمدیت سے قبل میں یہ دعا کیا کرتا تھا کہ اے خدا مجھے دین حق کی معرفت اور اس کو قبول کرنے کی سب سے پہلے توفیق عطا فرما۔ اور یہ دعا اس طرح قبول ہوئی کہ میں اپنے شہر سے پہلا شخص تھا جسے قبول احمدیت کا شرف عطا ہوا۔

دوسرے چونکہ میں نے توریت وانجیل کا کثرت سے مطالعہ کیا تھا اور اسکے علوم پر خاصی اطلاع حاصل تھی اس لئے دعا کرتا تھا کہ اے خدا مجھے جو تو نے توریت وانجیل کا یہ علم عطا فرمایا ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا اس طرح قبول فرمائی کہ ان علوم کی بنا پر ہی مجھے سچے مسیح کو پہچاننے اور اس پر ایمان لانے کی توفیق ملی۔

کل اور آج

قبول احمدیت سے قبل میرا خیال تھا کہ خلافت ایک سیاسی نظام ہے جس کے تحت تمام فرقے ایک چھت کے نیچے جمع ہو سکتے ہیں۔ لیکن قبول احمدیت کے بعد یہ مفہوم یکسر بدل گیا اور مجھے پتہ چلا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور وہ آکر مختلف مذاہب اور خیالات کو وحدت کی لڑی میں پرو دیتا ہے۔ نیز اگر خلافت اجتہاد اور ذاتی کوششوں سے قائم ہوسکتی ہوتی تو ہر فرقہ ہی اس کو قائم کرنے پر قادر ہوتا۔

اسی طرح میں سمجھتا تھا کہ خلیفہ وقت کی حیثیت ایک دینی وسیاسی حاکم کی ہے۔ لیکن قبول احمدیت کے بعد پتہ چلا کہ خلیفہ وقت دراصل نبی کا عکس اور نور نبوت کا پرتو ہوتا ہے۔

مجھے ان لوگوں پر رحم آتا ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں پہچانا اور آپ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے کیونکہ انہیں اندازہ نہیں کہ وہ کن نعمتوں سے محروم ہیں۔ امام وقت کو پہچاننے کی توفیق ملنے سے بڑی نعمت اور کیا ہوگی۔ آپ کی عظیم تجدیدی تعلیمات کی پیروی سے اب قرآن کریم میرے لئے صرف قصے کہانیوں کی کتاب نہیں رہا بلکہ اس کی آیات کی عملی تصویروں کو اور اسکی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے مَیں روزانہ دیکھ رہا ہوں۔ خلیفہ وقت کے چہرہ مبارک کی طرف ایک نظر دیکھنے سے روئیں روئیں میں ایمانی قوت سرایت کر جاتی ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میں اس جماعت کا ایک فرد ہوں جو مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہے۔

جب سے میں نے امام الزمان علیہ السلام کی بیعت کی ہے میرے بچپن اور زمانۂ طالبعلمی کے وہ سب ساتھی مجھے چھوڑ گئے ہیں جن کے ساتھ مَیں نے اپنی زندگی کے بیشتر سال بِتائے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بیعت کے بعد مجھے ان سے بہت بہتر، زیادہ متقی، اور ہر معاملہ میں افضل رفقاء عطا فرمائے ہیں۔ میرے سابقہ ساتھی میری بیعت کے بعد اپنی مجالس اور مساجد میں میرا برا ذکر کرنے لگے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے احمدیت میں ایسے دوست عطا فرمائے ہیں جو نہ صرف عزت واحترام سے پیش آتے ہیں بلکہ ان سے ایسی مخلصانہ محبت اور دعاؤں کا اظہار ہوتا ہے جس کا کوئی بدل نہیں، بلکہ میرا حلقہ احباب بھی احمدیت قبول کرنے کے بعد بڑھ گیا ہے جو اب مخلصانہ اخوت کی شکل میں عربوں کے علاوہ ہندوستانی، پاکستانی، انگلش، امریکی، اور افریقی احباب تک پھیل چکا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

بقیہ از صفحہ 2: **اطفال کی سالانہ ریلی کی اختتامی تقریب**

حضور نے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ آپ کی زندگی کا مقصد تو خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق پیدا کرنا ہے اس لئے علم اور عرفان میں ترقی کرنی ضروری ہے۔ اس طرح ہی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا اور اسلام کے دشمنوں کے مقابل پر آپ کامیاب ہوسکیں گے۔ اس لئے ہمیشہ اِس چیز کا خیال رکھیں کہ آپ نے اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ کے والدین اور بزرگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہچانا اور احمدیت کو قبول کیا تا کہ خدا تعالیٰ کی وحدت اور اسلام کی عظمت دنیا میں قائم ہو۔ اپنی زندگیاں خاص طور پر اسی مقصد کے تحت گزاریں۔ تیرہ چودہ سال کی عمر میں آپ میں سے بعض اپنے ماحول سے متأثر ہوکر آزادی چاہتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ یہ آزادی خدا تعالیٰ کے احکام کے خلاف نہیں ہونی چاہئے۔ یہ بنیادی اصول ہے۔ جب آپ اس کو سمجھ لیں گے تو ہم کہہ سکیں گے کہ اگلی نسل مضبوط بنیادوں پر چل رہی ہے اور احمدیت کی باگ ڈور سنبھالنے کے قابل ہے۔ اور ہم کہہ سکیں گے کہ احمدیت کا مستقبل محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ احمدیت کے مستقبل کے رہنما ہیں۔ آپ کو اس کا ثبوت فراہم کرنا چاہئے اور اسی عمر سے آپ اس کی تربیت حاصل کریں۔ خدا تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ مولیٰ کریم آپ کو ہمیشہ اسلام سے مضبوطی سے وابستہ رکھے اور دنیاوی آلائشوں سے پاک رکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دست راست بنائے تا کہ اسلام اور احمدیت کی خوبصورت تعلیم کو آپ تمام دنیا میں پھیلا سکیں۔

آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی اور اس کے ساتھ ہی پروگرام اختتام کو پہنچا۔

ایک ضروری اعلان

چند سال قبل ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سیٹ جو دس جلدوں پر مشتمل تھا کو پانچ جلدوں کے سیٹ کی صورت میں طبع کیا گیا تھا۔ یہ بات سامنے آئی ہے کہ بعض ادارہ جات اور احباب کی طرف سے اس پانچ جلدوں والے سیٹ کا حوالہ دیتے ہوئے اسے ''جدید ایڈیشن'' وغیرہ کا نام دیتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اس سیٹ کی جلدوں کا حوالہ دیتے ہوئے ایڈیشن 2003ء یا مطبوعہ 2003ء (یا جو بھی سن طباعت ہو) لکھا جایا کرے۔ یہی ہدایت اُن تمام کتب کے ایڈیشنوں کے بارہ میں بھی ہے جو ملفوظات کے علاوہ کسی دوسری کتاب کے سیٹ کی صورت میں یا علیحدہ کتاب کے Reprint کی صورت میں طبع ہو چکی ہیں یا آئندہ طبع ہوں گی۔

(ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن)

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

THOMPSON & Co. SOLICITORS
New Office in Fleet Street

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Criminal Litigation and Civil & Commercial Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 2-3 Hind Court, Fleet Street, London EC4A 3DL. Tel: 020 7936 2427
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّتی ہونے کی وجہ سے اور آپؐ کی کامل پیروی اور عشق کی وجہ سے نبوت کا مقام عطا فرمایا۔ پھر اپنی تائیدات سے نواز کر آپ کے حق میں نشان دکھا کر ایک دنیا کی توجہ آپ کی طرف پھیری اور یہ سلسلہ جو آپ کے دعویٰ سے شروع ہوا، آج تک چل رہا ہے۔

اس فیض سے وہی فائدہ اٹھا رہا ہے جو آپ کے بعد اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ آپ کی خلافت سے منسلک ہے۔

آج بھی اللہ تعالیٰ نیک فطرتوں کو آپؑ کی صداقت کے بارے میں رہنمائی فرماتا ہے، فرما رہا ہے اور اس رہنمائی کی وجہ سے لوگ جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ اور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ آپ کے بعد آپ کی خلافت بھی برحق ہے، ان لوگوں کو رؤیائے صادقہ کے ذریعہ سے آپ کے ساتھ آپ کے خلفاء کو بھی دکھا دیتا ہے جس سے اُن کا ایمان اور تازہ ہوتا ہے۔

دنیا کے مختلف ممالک کے مختلف رنگ و نسل کے لوگوں کے رؤیائے صادقہ کے ذریعہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کی صداقت کی طرف رہنمائی کے ایمان افروز واقعات کا روح پرور تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 3؍جون 2011ء بمطابق 3؍احسان 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن برطانیہ

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ غلامِ صادق ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے دنیا میں بھیجا۔ آپؑ کا جو کچھ بھی ہے وہ آپ کا نہیں بلکہ آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور جو کچھ بھی آپ نے فیض پایا آپؐ کی غلامی سے پایا۔ آپؑ ایک جگہ ’’رسالہ الوصیت‘‘ میں فرماتے ہیں کہ:

’’نبوتِ محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اُس میں فیض ہے۔ اس نبوّت کی پَیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔‘‘ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 311)

پس آپ نے یہ فیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پیروی کی وجہ سے اُس مقام تک پہنچایا جو نبوت کا مقام ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ صرف کامل پیروی بھی کافی نہیں ہے یا کامل پیروی کی وجہ سے انسان نبی نہیں بن جاتا کیونکہ اس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ ہاں اُمّتی اور نبی دونوں لفظ جب جمع ہوتے ہیں، دونوں کا اجتماع جو ہے، اس پر وہ صادق آ سکتی ہے، کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں بلکہ نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ پس اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہونے کی وجہ سے اور آپ کی کامل پیروی اور عشق کی وجہ سے نبوت کا مقام اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا۔ یعنی نبوت کا مقام اُمّتی ہونے کی وجہ سے ملا اور اس عشق کی وجہ سے ملا۔ اُمتی ہونا ایک لازمی شرط ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدات سے نواز کر آپ کے حق میں نشان دکھا کر ایک دنیا کی توجہ آپ کی طرف پھیری اور یہ سلسلہ جو آپ کے دعویٰ سے شروع ہوا آج تک چل رہا ہے اور نیک طبع اس جاری فیض سے فیض پا رہے ہیں اور آپ کی بنائی ہوئی جماعت میں، آپ کی بنائی ہوئی کشتی میں سوار ہو رہے ہیں۔ لیکن یہاں بھی اپنے آقا کی پیروی میں جو فیض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوا، اُس سے وہی فائدہ اُٹھا رہا ہے جو آپ کے بعد اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ آپ کی خلافت سے منسلک ہے۔ آج بھی اللہ تعالیٰ نیک فطرتوں کو آپ کی صداقت کے بارے میں رہنمائی فرماتا ہے، فرما رہا ہے اور اس رہنمائی کی وجہ سے لوگ جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ اور اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ آپ کے بعد آپ کی خلافت بھی برحق ہے، ان لوگوں کو رؤیائے صادقہ کے ذریعہ سے آپ کے ساتھ آپ کے خلفاء کو بھی دکھا دیتا ہے جس سے اُن کا ایمان اور تازہ ہوتا ہے۔

اس وقت میں چند واقعات پیش کروں گا جو اُن لوگوں کے ہیں جو رؤیا کے ذریعے سے جماعت میں شامل ہوئے، دنیا کے مختلف کونوں کے لوگ، دنیا کے مختلف ملکوں کے لوگ، مختلف رنگ کے لوگ، مختلف نسل کے لوگ۔

گیمبیا کے ایک صاحب ہیں، وہاں کے Wellingara گاؤں کے ہیں، Modou Nijie صاحب۔ اُن کا جماعت سے رابطہ 2003ء کے آخر پر ہمارے داعیانِ الی اللہ کے ذریعے سے ہوا۔ اُس وقت وہ تیجانیہ (Tijaniyya) فرقہ (یہ تیجانیہ فرقہ افریقہ میں بڑا عام ہے) سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔ لیکن اُنہیں دین کا کوئی شعور نہیں تھا۔ بس جس طرح عام مسلمانوں میں طریق ہے مُلّا کے غلام تھے، جو اُس نے کہہ دیا کر دیا، اسلام کا کچھ پتہ نہیں۔ نشے کے بھی عادی تھے۔ احمدیت قبول کرنے سے کچھ عرصہ پہلے وہ کہتے ہیں میں نے خواب دیکھی کہ ایک جنگل میں جھاڑیوں کی صفائی کر رہا ہوں اور خواب میں ہی شدید محنت ومشقت کے بعد بالآخر وہ جگہ صاف کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب وہ ایک صاف ستھری سفید اور چمکدار جگہ میں تھے۔ پھر انہوں نے خواب میں خدا کے ایک بزرگ برگزیدہ شخص کو دیکھا جو اپنے صحابہ کے ساتھ تھے۔ دیکھا کہ یہ بزرگ اُنہیں اپنی طرف بلا رہے ہیں کہ اگر اپنی اصلاح مقصود ہے تو میری طرف آ ؤ۔ تو یہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ خواب، اس طرح کی، اس سے ملتی جلتی، تقریباً یہی مضمون احمدیت قبول کرنے سے قبل تین دفعہ دیکھی اور پھر انشراحِ صدر کے ساتھ احمدیت میں شامل ہو گئے۔ بیعت کرنے کے بعد اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر دکھائی گئیں تو اِن تصاویر میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھتے ہی وہ بول اُٹھے کہ یہی وہ خدا کے برگزیدہ بزرگ ہیں جو مجھے خواب میں اپنی طرف بلا رہے تھے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد اِن میں ایک انقلاب پیدا ہوا، ایک تبدیلی آئی۔ پنجوقتہ نماز باجماعت کے عادی ہو گئے، انہوں نے قرآنِ کریم پڑھنا سیکھا، دیگر تحریکات میں حصہ لینا شروع کیا اور پھر بڑی عمر کے ہونے کے باوجود قرآنِ کریم مکمل کرنے کے بعد بڑے شوق سے اپنی آمین بھی کروائی۔ اس کے بعد اپنے بچوں اور دیگر احمدی بچوں کو قرآنِ کریم پڑھانا شروع کیا۔ (اس بڑی عمر میں سیکھا بھی اور پھر آگے اس کو عام بھی کیا)۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ صاحب اب موصی ہیں، تہجد کی باقاعدگی سے ادائیگی کرنے والے ہیں۔ ان کے رشتہ داروں نے بھی اس تبدیلی کو محسوس کیا۔ ان کے عزیز کہتے ہیں کہ جب ہم

اِن کو دیکھتے ہیں تو ہمیں یقین نہیں آتا کہ یہ وہی شخص ہے جس میں یہ انقلاب برپا ہوا۔

پھر گیمبیا کے ہی ایک استاد ہیں استاد عیسیٰ جوف صاحب۔ امیر صاحب نے ان کے بارے میں لکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بہت چھوٹی عمر میں جب مَیں کیتھولک فرنچ سکول میں پڑھتا تھا اُس وقت میری عمر دس سال تھی جب میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک پرانے گھر میں جس میں روشنی بھی کافی مدھم ہے اُس میں سورہا ہوں۔ جب میں نے چھت کی طرف دیکھا تو چھت نہیں تھی۔ آسمان پر مجھے ایک شخص نظر آیا جس نے سرخ رنگ کی چادر اور سنہری پگڑی زیبِ تن کی ہوئی تھی۔ وہ شخص مجسم نور تھا اور اُس کے اردگرد روشنی کا ایک ہالہ تھا۔ وہ آسمان سے میری طرف آرہا تھا۔ وہ شخص درود شریف پڑھ رہا تھا جیسے ہم احمدی پڑھتے ہیں، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔ کہتے ہیں جب میں سولہ سترہ سال کا ہوا اُس وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جھاڑیوں سے گزرتا ہوا ایک متروک اور پرانے مکان تک آیا لیکن اس مرتبہ مکان کی مرمت اور تزئین و آرائش ہو چکی تھی۔ اُس کی دیواریں سفید اور دروازے اور کھڑکیاں سبز رنگ کی تھیں۔ مجھے خواب میں ہی یہ احساس ہوتا ہے کہ اب یہ جگہ متروک نہیں رہی بلکہ اُسے عزت و حرمت دی گئی ہے۔ جب میں نے مالک مکان کے آنے سے قبل ہی مکان سے نکلنا چاہا اُس موقع پر ایک بزرگ شخص باہر آیا اور مجھے آواز دی۔ میں خوفزدہ ہو گیا اور انکار کر دیا۔ اس بزرگ نے دوبارہ آواز دی۔ مَیں نے کہا میں اس وقت نہیں آؤں گا جب تک مجھے نہیں بتاتے کہ تم کون ہو؟ اُس بزرگ نے جواب دیا میں آخری ایام میں آؤں گا سو میں آیا ہوں تم خوف نہ کرو۔ اس پر مجھے کچھ حوصلہ ہوا اور میں اس بزرگ کے ساتھ ایک دفتر میں گیا جس میں کچھ لیبارٹری کی طرح کے آلات پڑے ہوئے تھے۔ اس بزرگ نے کہا یہ میری لیبارٹری ہے اور میں کیمیا دان ہوں۔ مجھے اس بزرگ سے محبت اور ہمدردی پیدا ہو گئی۔ میں نے اس بزرگ سے کہا کہ آپ مکان میں افسردہ تنہا زندگی گزار رہے ہوں گے۔ اُس بزرگ نے جواب دیا ہماری تحریک ہر جگہ تنہا لوگوں کے لئے کام کر رہی ہے۔ ہم ان تمام پیاروں اور تنہا لوگوں کی مجلس میں ہوتے ہیں۔ اس کے بعد میں اِن بزرگ سے الگ ہو گیا اور کہتے ہیں جب میری آنکھ کھلی ہے تو اُس بزرگ کی محبت سے میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اس بزرگ کی انسانیت کے لئے خدمات کے باوجود تنہا زندگی پر افسردہ تھا۔ دس سال بعد جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھی تو یہ بعینہٖ وہی بزرگ تھے جو مجھے دونوں خوابوں میں نظر آئے تھے۔ پہلی خواب میں آسمان سے نازل ہوئے اور دوسری خواب میں بزرگ کی صورت میں۔ اب دیکھیں بچوں کو بھی اللہ تعالیٰ کس طرح رہنمائی فرماتا ہے۔

پھر تنزانیہ کے ایک شخص محمد علی صاحب ہیں، انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک سفید رنگ کے بزرگ نے انہیں نماز پڑھائی اور اُن کے پیچھے نماز پڑھ کر روحانی تسکین ملی۔ اُن کے چند دن بعد وہ موروگورو ہماری مسجد میں آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھ کر کہنے لگے کہ یہی وہ بزرگ تھے جنہوں نے مجھے خواب میں نماز پڑھائی تھی۔ چنانچہ اُسی وقت بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد اُن کو بڑی سختیاں جھیلنی پڑیں۔ اور اُن کے والد نے اُن کو جائداد سے محروم کر دیا چھوٹا سا زمیندارہ تھا اُس سے نکال دیا۔ یہ سختیاں صرف پاکستان میں یا اور بعض جگہوں پر نہیں ہیں، بعض دفعہ افریقہ میں بھی سختیاں جھیلنی پڑتی ہیں۔ بہرحال یہ دوسرے علاقے میں آ گئے۔ باپ نے جو زمین چھینی تھی یا اُس سے جو مل سکتی تھی وہ تو ایک ایکڑ زمین تھی اللہ تعالیٰ نے اُس کے بدلے میں اُن کو چھ ایکڑ زمین عطا فرمائی اور اخلاص و وفا میں بڑی ترقی کرنے والے ہو گئے اور تبلیغ میں بڑے آگے بڑھنے والے ہیں۔ اب تک ان کی تبلیغ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں اُس ماحول میں چھ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔

یہ ایک واقعہ 2003ء کا برکینا فاسو کا ہے، ایک گاؤں تولتامہ کے نوجوان کابورے موسیٰ صاحب نے اپنی قبولِ احمدیت کے وقت (ہمارے اُس وقت کے مبلغ کو) یہ خواب سنائی کہ اُن کے والد صاحب نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں اُنہیں بُلا کر تاکید کی کہ اگر تم امام مہدی کی خبر سنو تو ٹال مٹول سے کام نہ لینا، سنجیدگی سے تحقیق کر کے قبول کر لینا۔ اس نصیحت کے بعد جلد ہی والد صاحب وفات پا گئے۔ میں نے بہت سوچ بچار شروع کر دی اور کثرت سے نوافل ادا کر کے دعا کی کہ خدا مجھے سچائی دکھا دے۔ ایک روز میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں شہر کی طرف گیا ہوں تو دیکھا کہ سب لوگ ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں، خون بہ رہے ہیں۔ میں نے ایک آدمی سے پوچھا کیوں لڑ رہے ہو؟ وہ میری طرف مُڑا اور دوسروں کو آواز دے کر کہنے لگا کہ دیکھو اس کو کسی نے نہیں مارا، اِسے بھی مارو۔ مجمع میری طرف بڑھا۔ قریب تھا کہ وہ مجھے پکڑ کر مارتے کہ ایک بزرگ شخص نے مجھے بچے کی طرح اُٹھا لیا اور مجمع سے اُٹھا کر خطرہ سے دور لے گئے اور ایسی کھلی کشادہ سڑک پر مجھے رکھ دیا جو دور تک صاف دکھائی دے رہی تھی۔ میں سڑک پر چلنے لگا۔ کچھ دور ایک مسجد نظر آئی اور میں اس میں داخل ہو گیا۔ اندر دیگر نمازیوں کے علاوہ عربی تبلیغ کر رہے تھے۔ اس رؤیا کے بعد جب وہ وہاں بوبوجلاسو کے ہمارے مشن ہاؤس آئے، وہاں سفید مسجد بھی دیکھی اور نمازیوں کو بھی دیکھا۔ دو پاکستانی بھی دیکھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جب تصویر اُنہیں دکھائی گئی تو نہایت جوش سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہی وہ بزرگ ہیں جو مجھے خطرہ کے وقت مجمع سے بچا کر لے گئے تھے۔ چونکہ یہ وہاں کے امام تھے اِن کے بیعت کرنے کی وجہ سے گاؤں میں کافی تعداد میں افراد نے احمدیت قبول کی۔

پھر سینیگال کے علاقہ کا سامانس میں ایک پیر صاحب نے بیعت کی ہے۔ اُن کے ماننے والے 132 مقامات پر ہیں۔ اِن پیر صاحب کی قبولیتِ احمدیت ایک خواب کی بنا پر ہے۔ اُنہوں نے جامعہ مسجد میں قرآنِ پاک پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اور بتایا کہ میں نے مندرجہ ذیل خواب دیکھا ہے اور اس خواب کو دیکھے کافی سال ہو گئے ہیں لیکن میں اس خواب کے مصداق حضرت امام مہدی علیہ السلام کا متلاشی تھا جواب مجھے خدا کے فضل سے مل گئے۔ وہ خواب اس طرح سے ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰـه زمین پر گرا پڑا ہے۔ سارے اولیاء اور بزرگ مل کر اُس کلمہ کو اوپر بلند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر نہیں کر سکے۔ اتنے میں ایک بزرگ تشریف لائے جن کے بارے میں بتایا گیا کہ اِن کا نام محمد المہدی ہے۔ انہوں نے آ کر اکیلے ہی اس کلمے کو بلند کر دیا۔ امیر صاحب لکھتے ہیں کہ جب وہ اُن کے علاقہ میں دورے پر گئے تو اُن کے گھر بھی گئے۔ انہوں نے اپنے گھر میں ایک بینر لگایا ہوا ہے جس پر لکھا تھا: اَیُّھَا سُکَّانُ البلد اِسْمَعُوْا جَآءَ الْمَسِیْح جَاءَ الْمَسِیْح اِسْمَعُوْا حَضْرَةَ الْمیرْزا غلام احمد القادیانی علیه السلام ھُوَ الْمَسِیْح اَلْمَھْدِی۔ تو اللہ تعالیٰ دور دراز علاقوں میں اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت لوگوں پر ظاہر کر رہا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جن کے ذریعے سے اس وقت کلمہ کی حقیقت دنیا پر واضح ہو رہی ہے۔ نہیں تو آج کل کے علماء جو ہیں اُنہوں نے تو اسلام کو بدنام کر کے رکھ دیا ہے۔

پھر الجزائر کے ایک دوست عبداللہ فاتح صاحب مشن ہاؤس آئے اور سوال جواب کی مجلس میں شامل ہوئے۔ مجلس کے اختتام پر انہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ’’خطبہ الہامیہ‘‘ اور ’’الہدیٰ‘‘ مطالعہ کے لئے دی گئیں۔ مطالعہ کے بعد آئے اور کہنے لگے کہ یہ تحریر کسی جھوٹے کی نہیں ہو سکتی اور اس کے ساتھ ایک کپڑے کو سر پر پگڑی کی طرح لپیٹا اور کہا کہ میں نے کچھ عرصہ قبل ایک شخص کو خواب میں دیکھا جس کا چہرہ انتہائی پُرنور تھا اور اُس نے اپنے سر پر اس طرح سے کپڑا باندھا ہوا تھا۔ تب اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی مگر یہ نہ بتایا گیا کہ یہ کون ہیں۔ وہ تصویر کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کو میں نے خواب میں دیکھا ہے اور پھر بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔

پھر فِن لینڈ کے ایک عرب تھے۔ کہتے ہیں تین سال قبل میرے والد بزرگوار فوت ہوئے۔ اُن کی وفات سے چند ماہ بعد میں نے درج ذیل خواب دیکھا کہ میرے والد قبر میں سوئے پڑے ہیں۔ یہ قبر اُٹھتی ہے اور اُس کے اندر سے ایک اور بزرگ نہایت باوقار، پُرنور جبہ پہنے ہوئے نکلتے ہیں۔ اُن کی ریشِ مبارک سیاہ ہے۔ چہرہ نہایت منور اور خیر و برکت کا عکاس ہے۔ اُن کے سینے پر نام بھی لکھا تھا جو میں صحیح طرح یاد نہ رکھ سکا۔ یہ بزرگ قبر سے نکلتے ہیں اور میرا دایاں ہاتھ پکڑ کر مجھے قبر کی دوسری جانب لے جا رہے ہیں۔ مَیں اُن کے ساتھ ساتھ چلتا جاتا ہوں اور والد کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ کہتے ہیں خواب کے چھ ماہ بعد میں ڈِش کا چینل ڈھونڈ رہا تھا کہ اچانک ایم۔ٹی۔اے۔ آ گیا اور اُس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حلمی صاحب تھے۔ کہتے ہیں کچھ دنوں کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک بزرگ کی تصویر نکال کر اپنے پروگرام میں دکھائی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔ تو کہتے ہیں جب تصویر میں نے دیکھی تو میں پہچان گیا کہ جس بزرگ کو میں نے خواب میں دیکھا تھا یہ وہی تھے۔

سینیگال کے ایک احمدی ہیں، انہوں نے خواب میں آسمان پر دو بزرگوں کی تصویر دیکھی لیکن یہ سمجھ نہیں آتی تھی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کونسی ہے؟ اُن کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ ایک تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور ایک حضرت امام مہدی علیہ السلام کی۔ پھر ایک تصویر غائب ہو جاتی ہے اور دوسری بالکل قریب آ جاتی ہے۔ یہ قریب آنے والی شکل کہتی ہے کہ امام مہدی مَیں ہوں۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد عمر باہ صاحب (یہ سینیگال کے تھے)، اِن کو یقین ہو گیا کہ امام مہدی آ گئے ہیں۔ چنانچہ مبلغ لکھتے ہیں وہاں جب ہمارا وفد تبلیغ کے دوران اِن کے پاس پہنچا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر اُنہیں دکھائی تو انہوں نے کہا کہ بالکل یہی تصویر تھی جو مجھے خواب میں دکھائی گئی تھی۔ اُس کے بعد انہوں نے بیعت کر لی۔

شام کے ایک دوست ہیں، جب اِن کا احمدیت سے تعارف ہوا تو تحقیق شروع کی۔ ابتدا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے کی۔ کہتے ہیں کہ میں نے حضور کی تمام عربی کتب پڑھ لیں اور بہت فائدہ اُٹھایا۔ آپؑ کے کلام نے مجھ پر جادو کا سا اثر کیا۔ اس کے بعد میں نے استخارہ کیا تو ایک دفعہ یہ آیت سنائی دی۔ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِنَا اٰتَیْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ جبکہ دوسری طرف مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی ہوئی۔ یہ آیت جو ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ’’ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ ہے جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت عطا کی ہے اور اپنی جناب سے خاص علم عطا کیا ہے۔‘‘ اس کے بعد کہتے ہیں دوسری دفعہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میرے پوچھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس زمانے کے فتنوں سے بچنے کے لئے صرف مرزا غلام احمد ہی سفینۂ نجات

ہیں۔ کہتے ہیں پھر میں نے اپنی بیوی سے استخارہ کرنے کو کہا تو اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اُسے کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد اس زمانے کے مجدد ہیں۔ لیکن اس واضح خواب کے باوجود انہیں اطمینان نہیں ہوا اور بیعت نہیں کی۔ تو کہتے ہیں مَیں دل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا قائل ہو گیا تھا لیکن اعلان اس لئے نہیں کیا تا کہ اپنے حلقہ احباب کو خود سوچنے کا موقع دوں۔ تا وہ میرے پیچھے بلا سوچے سمجھے نہ چل پڑیں۔ دوسرے یہ کہ میں چاہتا تھا کہ جماعت کے مخالفین کی کچھ کتب پڑھ لوں۔ بالآخر جولائی 2009ء میں انہوں نے اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ بیعت کر لی۔

آئیوری کوسٹ کے ایک گاؤں شِنالا (Shinala) کے بے ما (Bema) صاحب نے لوگوں کے سامنے ایک عجیب واقعہ بیان کیا۔ کہتے ہیں عرصہ بیس سال قبل خاکسار سخت بیماری میں مبتلا ہوا۔ مرگی کے دورے پڑنے لگے۔ ہر ممکن علاج کیا۔ ذرا بھی افاقہ نہ ہوا۔ شہر کے ایک عامل نے کچھ تعویذ گنڈے دیتے ہوئے کہا کہ ان کو کمر سے باندھ لو، یہی تمہاری بیماری کا علاج ہیں۔ اُنہی ایام میں کشف کی حالت میں ایک بزرگ آئے اور کہا کہ تم نے یہ کیا پہنا ہوا ہے اُسے اتار ڈالو۔ تو میرے دل میں بہت زور سے احساس پیدا ہوا کہ یہ بزرگ امام مہدی ہیں۔ میں نے کمر سے باندھے تعویذ گنڈے اُتار ڈالے۔ اُسی روز خدا تعالیٰ نے مجھے شفا سے نواز دیا۔ اُس دن سے آج تک مجھے کبھی مرگی کا دورہ نہیں پڑا۔ میں تو اُسی روز سے امام مہدی کو قبول کر کے اُن کی تلاش میں تھا۔ آپ لوگ آئے اور امام مہدی کی باتیں کی ہیں تو میں سمجھا ہوں کہ امام مہدی مل گئے ہیں۔

پھر اُن کو ہمارے مبلغ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی، خلفاء کی تصاویر دکھائیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کی طرف اشارہ کر کے فوراً کہا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جو مجھے خواب میں ملے تھے اور تعویذ گنڈے سے منع کیا تھا۔ تو یہ سب خرافات جو ہیں آجکل کے مولویوں نے، پیروں فقیروں نے کمائی کے لئے شروع کی ہوئی ہیں۔ ان خرافات کو ختم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہیں، تبھی تو آپ کا نام مہدی بھی رکھا گیا۔

پھر ابوظہبی سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس قدر کتابیں مجھے مہیا ہو سکیں اُن کے مطالعے سے نیز ایم۔ٹی۔اے کے پروگرام الحوار المباشر کے باقاعدگی سے دیکھنے سے مجھے جماعتی عقائد پر اطلاع ہوئی۔ شروع میں تو جہالت اور گزشتہ خیالات کی وجہ سے میں نے فوری منفی ردّعمل ظاہر کیا۔ لیکن جب قرآنی آیات اور احادیث اور خدائی سنت کا بغور مطالعہ کیا تو میرا دل مطمئن ہونے لگا۔ اب میرے سامنے دو راستے ہو گئے۔ یا تو میں مسلسل حضرت عیسیٰ بن مریم کے آسمان سے نزول کا انتظار کئے جاؤں اور اس سے قبل دجّال کا انتظار، جس کی بعض ایسی صفات بیان کی گئی ہیں جو صرف خدا تعالیٰ کو زیبا ہیں جیسے احیائے موتیٰ وغیرہ۔ اور پھر جن بھوتوں کے قصے اور قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ کے عقیدے سے چمٹا رہوں۔ یا پھر حضرت احمد علیہ السلام کو مسیح موعود اور امام مہدی مان لوں جنہوں نے اسلام کو خرافات سے پاک فرمایا ہے اور اسلام کے حسین چہرے کو نکھار کر پیش فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع بھی فرمایا ہے۔ بہر حال کہتے ہیں مَیں نے خدا تعالیٰ سے مدد چاہی اور بہت دعا کی کہ میری رہنمائی فرمائے اور حق اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ اس کے بعد مَیں نے جماعت احمدیہ اور حضرت احمد علیہ السلام کی طرف ایک دلی میلان محسوس کیا۔ میں نے قانون پڑھا ہوا ہے۔ جب میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار سنے تو میرا جسم کانپنے لگا اور آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے اور میں نے زور سے کہا کہ ایسے شعر کوئی مفتری نہیں کہہ سکتا۔ ایک مفتری کے سینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی محبت کیسے ہو سکتی ہے؟ پھر ایک عجمی کا اتنا قوی اور فصیح و بلیغ عربی زبان کا استعمال کرنا بغیر خدائی تائید کے ناممکن ہے۔ اس طرح پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی ہدایت کے سامان پیدا فرمائے۔

شام سے ایک دوست مصطفیٰ حریری صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں ایک سادہ انسان ہوں، پڑھ لکھ نہیں سکتا اور نہ ہی میرے پاس کوئی وسائل ہیں۔ گزشتہ چار ماہ میں مَیں نے بہت سی خوابیں دیکھی ہیں کہ میری روح قبض کی جا رہی ہے۔ آخری خواب میں میں نے دیکھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم طرطوس شہر میں تشریف لائے ہیں اور ہمارے گھر کے ہی ایک کمرے میں تشریف فرما ہیں جس کا اصل میں ایک ہی دروازہ ہے لیکن مجھے خواب میں اُس کے دو دروازے نظر آئے۔ ایک مغرب کی طرف اور دوسرا قبلے کی طرف۔ میرے والد صاحب اس دروازے پر کھڑے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرو۔ میں نے سلام عرض کیا۔ جب میں نے مصافحہ کیا تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ٹھنڈی ہوا کا جھونکا میرے دل میں داخل ہوا اور اطمینانِ قلب نصیب ہوا۔ میں نے نظر اُٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں موجود ہیں۔ احمدیت قبول کرنے کے بارہ میں میں نے استخارہ کے بعد جس میں مَیں نے خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگی تھی کہ اے خدا! میں ایک سادہ اَن پڑھ انسان ہوں، مجھے حق دکھا تو خدا تعالیٰ نے میرے عمل مجھے دکھائے جو اچھے نہیں تھے کیونکہ میں نماز کا بھی پابند نہ تھا۔ اس کے بعد مَیں نے اپنے آپ کو اپنی والدہ کے ساتھ قبرستان میں دیکھا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام میری روح قبض کرنے آئے ہیں اور انہوں نے میری گردن پر ٹھوکر ماری ہے جس سے میری گردن پر ایک مُہر کا نشان پڑ گیا ہے۔ اُس کے بعد میں وہاں سے چل پڑا حتی کہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا اور میں نے اُسے تعجب سے کہا کہ میری گردن پر امام مہدی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ تو اُس نے کہا یہ نشان میری گردن پر بھی ہے اور یہ بیعت کی مہر ہے۔

الجزائر کے عرقوب بن عمر صاحب ہیں۔ کہتے ہیں ایک دن ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ اچانک آپ کا چینل دیکھ کر اور آپ کا عیسائیوں سے مقابلہ دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کی جماعت حق پر ہے۔ تب اپنے ربّ سے کہا کہ مَیں اس جماعت پر ایمان لاتا ہوں، مجھے ان کی تصدیق کے لئے کسی خواب وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت کے مطابق حضرت امام مہدی کو قبول کرتا ہوں۔ تو اس طرح کے سعید فطرت بھی لوگ ہوتے ہیں کہ سچائی دیکھ کر پھر کسی اور دلیل کو یا کسی اور نشان کو نہیں مانگتے۔

کہتے ہیں کہ پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ ناصر صلاح الدین عیسائیوں سے مقابلے میں ایک جماعت کی قیادت کر رہا ہے۔ پھر اچانک آسمان پھٹ گیا اور میں نے آواز سنی کہ اپنا موبائل کھولو اس پر ایک نمبر آئے گا اور اس سال اسلام تمام ادیان پر غالب آ جائے گا اور تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔ میں نے موبائل کھولا تو وہاں 2150 نمبر تھا۔ میں سمجھا کہ یہ بات 2150 سن میں پوری ہو گی۔ اسی لمحے میری آنکھ لگ گئی اور میں نے گھڑی دیکھی تو وہ گھڑی میں (ڈیجیٹل گھڑی تھی) اس میں وقت آ رہا تھا 21:50 یعنی شام کے نو بج کے پچاس منٹ۔ کہتے ہیں سات ماہ قبل جب سے میں نے بیعت کی ہے روزے رکھ رہا ہوں اور ایک خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملّاؤں اور علماء پر غضبناک ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے سخت لہجے میں فرماتے ہیں کہ یہ رسول ہے اور میرے بعد آنے والا نبی۔ سو دیکھیں دُور دراز رہنے والا ایک شخص ہے۔ دعا کرتا ہے اور اس طرح بھی اللہ تعالیٰ آپ کی نبوت کے بارے میں اس پر واضح کر دیتا ہے۔

پھر الجزائر کے حدّاد عبدالقادر صاحب ہیں۔ کہتے ہیں 2004ء میں رمضان المبارک میں خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ آؤ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے لے چلتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ تقریباً ایک میٹر اونچی دیوار کے پیچھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ پھر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیوار کے مابین ایک گندمی رنگ کا شخص کھڑا ہے جس کی سیاہ گھنی داڑھی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ ھٰذا رَسُوْلُ اللّٰہ کہ یہ اللہ کا رسول ہے۔ پھر آپ مشرق کی جانب ایک نور کی طرف چلے جاتے ہیں جبکہ یہ شخص اُسی جگہ کھڑا رہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ چار سال بعد 2008ء میں اتفاقاً آپ کا چینل دیکھا تو اس پر مجھے اس شخص کی تصویر نظر آئی جس کو میں نے خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا تھا اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر تھی۔ چنانچہ میں نے اُسی وقت بیعت کر لی۔

پھر شمس الدین صدیق صاحب ہیں کردستان کے۔ کہتے ہیں میں نے پچیس سال قبل خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چاند کے اندر بیٹھے ہوئے آسمان سے اترتے دیکھا تھا۔ اب ایم۔ٹی۔اے دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ کے چاند سے اترنے کی تعبیر یہی ایم۔ٹی۔اے ہے۔ اور میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔

پھر عراق کے عبدالرحیم صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کچھ عرصہ قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے کہتے ہیں کہ تم ہمارے آدمی ہو لہٰذا تمہیں بیعت کر لینی چاہئے۔ اس پر مجھے انہوں نے خط لکھا تھا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہوں اسے قبول کریں۔

مصر کے ایک محمد احمد صاحب ہیں، کہتے ہیں کہ بیعت سے پہلے میں اندھیروں میں بھٹک رہا تھا کیونکہ یہ نام نہاد علماء ایسے فتوے جاری کرتے ہیں جنہیں عقل ماننے کے لئے تیار نہیں۔ باوجود یکہ یہ سب لوگ معترف ہیں کہ کوئی مصلح آنا چاہئے اور دعائیں بھی کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کی حالت ابتر ہی ہوتی جاتی ہے۔ دوسرے مسلمانوں کی طرح مَیں بھی مختلف وساوس اور شکوک میں گرفتار تھا کہ میں نماز کیوں پڑھتا ہوں۔ کیوں مسلمان ہوں؟ اس کائنات کا خالق ہے کہ نہیں؟ مسلمانوں کا اتحاد کیسے ہوگا؟ ان سب سوالوں کا کوئی شافی جواب مجھے کہیں نہیں ملتا تھا۔ میں نے مختلف چینل گھمانے شروع کئے کہ شاید عیسائیت میں کوئی تسلی ملے یا شیعوں کے پاس کوئی حل ہو تو اچانک ایم۔ٹی۔اے العربیہ مل گیا جہاں کچھ اجنبی لوگ نظر آئے جو مسلمانوں سے مشابہ تھے لیکن ان کی باتیں اجنبی تھیں، لیکن تھیں قرآن کریم کے مطابق۔ کہتے ہیں ان کا چینل اسلامی تھا لیکن ان کا اسلام میرے لئے اجنبی تھا اور کہنے والے کہتے تھے کہ ہمارا امام مہدی ظاہر ہو چکا ہے اور وہی مسیح موعود ہے جو قاتلِ دجال ہے۔ وہی قرآن کے نور سے حَکم اور عدل ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی وحی کے ذریعے مہدی کا لقب پانے والا ہے اور وحی منقطع نہیں ہوئی، وغیرہ وغیرہ۔ کہتے ہیں یہ ساری باتیں سن کر اور ان میں گہرے غور و فکر کے نتیجے میں چند دن تک میرا سر چکرانے لگا کہ مَیں کیا سُن رہا ہوں۔ پھر جب توازن بحال ہوا تو دل نے فتویٰ دیا کہ مزید پروگرام دیکھنے چاہئیں۔ لیکن ساتھ یہ خیال بھی آتا تھا کہ بہت

سے علماء کہلانے والے ان لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اس عرصے میں وہ تحقیق بھی کرتے رہے، علماء سے پوچھتے رہے۔ انہوں نے کہا یہ لوگ تو کافر ہیں۔ کہتے ہیں پھر مجھے خیال آیا کہ تکذیب تو سب نبیوں کی ہوئی ہے، اُنہیں جادوگر اور مجنون کہا گیا ہے، خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ اُمت فرقوں میں بٹ جائے گی، اسلام اجنبی ہونے کی حالت میں شروع ہوا اور پھر دوبارہ اجنبی سا ہو جائے گا۔ اور ایسے اجنبیوں کو مبارک ہو۔ پھر ایسی پیشگوئیاں بھی موجود ہیں کہ علماء بہت ہوں گے لیکن فقہاء کم ہوں گے۔ پھر حضور علیہ السلام نے مشکلات کے باوجود امام مہدی کی اتباع پر بہت زور دیا اور تاکید فرمائی ہے۔ کہتے ہیں آخر میں نے خدا تعالیٰ سے مدد طلب کی۔ دعا کی اور نمازیں پڑھیں، قرآنِ کریم کی تلاوت بکثرت شروع کر دی۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک جماعت بنائی ہے جس کے آپ امام ہیں اور اس جماعت کا دستور قرآنِ کریم ہے اور قول و فعل میں اس کا اسوہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے اسلام کی سچائی پر زور دیا ہے اور مختلف آراء و اقوال میں سے صحیح کو لیا ہے اور باقی کا غلط ہونا ثابت کیا ہے۔ پھر ان باتوں پر میں نے غور کیا تو ان سب کو پاکیزہ اور ثابت شدہ حقائق پایا جنہیں کوئی جھوٹا شخص بیان نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں ان باتوں کی طرف مائل ہو گیا کیونکہ یہی قرآنِ کریم میں بھی بیان ہوا ہے، یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور اسی پر صحابہ بھی ایمان لائے تھے۔ یہی سنت سے بھی ثابت ہے۔ کہتے ہیں احادیث کو میں نے دیکھا تو مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں نظر آئیں۔ لیکن ایک عام مسلمان جس نے سلف و خلف کی کتب کا مطالعہ نہیں کیا اور صرف علماء سے سنا ہے۔ نہ پہلے لوگوں کا مطالعہ کیا ہے نہ بعد کا، تو یہ باتیں یقیناً اُسے اجنبی معلوم ہوتی ہیں۔ کہتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دلائل درست اور قوی ہیں۔ کہتے ہیں آخری فیصلے کے لئے میں نے استخارہ کیا تو 2007ء رمضان میں دو خوابیں دیکھیں جو مسلسل اللہ تعالیٰ نے دکھائیں۔ جس سے حضور علیہ السلام کی صداقت مجھ پر کھل گئی۔ پہلی خواب میں میں نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کریز نامی ایک سبز رنگ کا پھل کھلا رہے ہیں جس کے نتیجے میں میں نے فوراً بیعت کر لی، اور کہتے ہیں اُس کے بعد پھر میرے حالات بہت بہتر ہو گئے۔

گیمبیا کے ایک صاحب تھے جو وہاں کے نمبردار تھے۔ وہ کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمی آتے ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ زمانہ امام مہدی کے ظہور کا ہے اور وہ آچکا ہے اور ہر دفعہ وہی دو شخص ملتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ میں ڈاکار میں تھا جو سینیگال کا دارالحکومت ہے یہ خواب دیکھا کہ میرا بھتیجا میرے پاس تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر آتا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ دو آدمی سمندر کے کنارے پر تیرا انتظار کر رہے ہیں۔ جب میں وہاں پہنچا تو اُن میں سے ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ اس زمانے کا امام مہدی ہے اس کو مان لو۔ جب یہ مبلغ کے پاس آئے تو انہوں نے اُسے کہا کہ اگر میں تمہیں تصویر دکھاؤں کیا تم پہچان لو گے؟ پھر انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اور خلفاء کی تصویریں بھی ساتھ دکھائیں۔ انہوں نے دیکھیں تو ایک تصویر پر فوراً انہوں نے کہا کہ انہی کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر پر ہاتھ رکھا کہ ایک یہی تھے اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر پر انگلی رکھی کہ دوسرے شخص یہ تھے جو امام مہدی کے ساتھ تھے۔

پھر کہتے ہیں ایک اور خواب میں سنانے والا ہوں۔ (یہ اس کے بعد کی بات ہے جب ہمارے مبلغین اُس گاؤں میں گئے ہیں، اِن کو تصویریں دکھائیں تو پھر ان کو ایک دوسری خواب سنا رہے ہیں)۔ کہتے ہیں کہ آج ہی میں نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمی کار پر آئے ہیں اور مجھے ان آدمیوں کی تصویر دکھاتے ہیں جن کو میں ایک عرصہ سے دیکھ رہا ہوں۔ اور یہ خواب میں نے صبح اپنی بیوی کو سنایا تھا اور کہا کہ آج کچھ مہمان آنے والے ہیں اس لئے آج سارا دن میں کہیں نہیں گیا اور انتظار میں رہا کہ کب آتے ہیں۔ تو آپ ہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا تھا۔ آپ شام کو آئے اور مجھے تصاویر دکھائی ہیں۔ میری خواب پوری ہو گئی ہے۔ اس نے بڑی جرأت سے کہا کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ امام مہدی آچکا ہے اور احمدیت سچی ہے۔

قلاب ذبیح یوسف صاحب الجزائر کے ہیں۔ کہتے ہیں میں نے چھوٹی عمر میں ایک رؤیا دیکھا کہ ایک سفید رنگ کا آدمی مجھے کہتا ہے کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو تا کہ میں تمہیں ساتھ لے جاؤں۔ لیکن میں کسی قدر متردّد اور خائف ہوا۔ یہ رؤیا مجھے تقریباً ایک سال تک دکھایا جاتا رہا اور بالآخر میں نے سفید رنگ کے آدمی کی بات مان لی۔ اُس وقت اس کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا جس کی وضع قطع سے لگ رہا تھا کہ وہ کوئی بڑی شخصیت ہے اور وہی گورے رنگ والے شخص کو میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لانے کا حکم دے رہا تھا۔ تو کئی سال گزرنے کے بعد ایک دن اچانک نائل سات پر ایم۔ٹی۔اے پر میں نے اس شخص کو دیکھا جو خواب میں مجھے اپنے ساتھ لے جانے کا کہہ رہا تھا اور پھر اسی چینل پر میں نے اس شخص کو بھی دیکھا جو اس گورے شخص کو ایسا کرنے کا حکم دے رہا تھا۔ میں سخت حیران تھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور جب حقیقتِ حال کا علم ہوا تو میں نے یہی سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ سب اس لئے دکھایا ہے تا میں مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے اس کی جماعت میں شامل ہو جاؤں۔ لہٰذا میں نے بیعت کر لی۔ خواب میں دکھایا جانے والا سفید رنگ کا آدمی مصطفیٰ ثابت صاحب تھے اور جوان کو حکم دینے والا شخص تھا کہ اس کو لے آؤ، وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تھے۔

پھر عراق کے ایک شاعر ہیں مالک صاحب، وہ کہتے ہیں کہ خاکسار کو ایم۔ٹی۔اے کے ذریعے اُس وقت جماعت سے تعارف حاصل ہوا جب ابھی عربی چینل شروع نہیں ہوا تھا۔ اُس وقت تک کہتے ہیں کہ میں خلیفہ رابع رحمہ اللہ کو بدھ مت کا نمائندہ سمجھتا تھا۔ لیکن جب حضور کی وفات ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ نورِ محمدی آپ کے چہرے پر برس رہا ہے۔ ہم سب گھر والوں کے دل سے آواز اُٹھی کہ کاش یہ شخص مسلمان ہوتا (یہ واقعہ شاید میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں بہرحال) اس کے باوجود حضور کی وفات پر ہم لوگ نجانے کس بنا پر بہت روئے۔ پھر اچانک ایک روز ایم۔ٹی۔اے کا عربی چینل اتفاق سے مل گیا۔ اُس وقت سے ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہیں۔ چنانچہ میری بیوی نے دو خوابیں دیکھنے کے بعد پہلے ہفتے ہی بیعت کر لی تھی۔ پہلی خواب میں دیکھا کہ حضرت علی میری بیٹی کو کچھ کاغذات دے رہے ہیں۔ میری بیوی نے دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ بیعت فارم ہیں۔ دوسری خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خط میری بیوی کے نام لے کر آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ جو شخص میرے گھر میں داخل ہوتا ہے وہ میرے اہلِ بیت میں سے ہے۔ اس کے بعد میری اہلیہ نے بہت سی خوابیں دیکھیں۔ چنانچہ میرے بیٹے اور اس کی بیوی نے تقریباً تین ماہ قبل اور میری تیسری خواب کے بعد بیعت کر لی۔ پھر کہتے ہیں خواب میں انہوں نے دیکھا کہ یہ خواب اس طرح تھی کہ ہمیں نجف شہر میں امام مہدی کے ظہور کی اطلاع ملی ہے۔ کہتے ہیں ہم تین دوست تھے۔ خواب میں ہم ان کے پاس گئے اور کہا کہ کیا آپ امام مہدی ہیں؟ تا کہ ہم آپ کی بیعت کر لیں، انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ مَیں تو صرف ایک مصلح ہوں۔ مہدی تو قادیان میں ظاہر ہو چکا ہے۔ اور تیسری خواب میں انہوں نے مجھے دیکھا۔ کہتے ہیں میں نے آپ کو دیکھا کہ ایک ڈھلوان جگہ پر ایک بڑے مجمع کو خطاب کر رہے ہیں اور مجمع میں تمام لوگ کھڑے تھے، صرف اکیلا میں آپ کے پاس نیچے بیٹھا تھا، اور اچکن کو دیکھ رہا ہوں۔ اور دل میں کہتا ہوں، سبحان اللہ آپ نے امام مہدی کا لباس کیسے پہن لیا؟ اس کے بعد جب خطاب ختم ہو گیا اور میں نے اُن کے سر پر ہاتھ رکھا اور اُن سے پوچھا کیا آپ کا دل مطمئن ہو گیا ہے؟ اور پھر ساتھ یہ بھی کہا کہ لگتا ہے آپ کو بھوک لگی ہے چلیں آپ کو کھانا کھلاؤں۔ تو یہ اُن کی تیسری خواب تھی۔ بہرحال انہوں نے بیعت کی۔

اسی طرح سیریا کے یٰسین محمد شریف صاحب ہیں۔ وہ مجھے لکھتے ہیں کہ مَیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے بیعت کے بعد مجھے فضلوں اور برکات سے نوازا ہے۔ میں اسلام اور مسلمانوں کی حالت پر غمناک تھا اور قریب تھا کہ اس غم میں ہلاک ہو جاتا۔ میں نے کئی فرقوں اور مولویوں کی پیروی کی۔ آخر پر جس شخص کی مرافقت اختیار کی، اُس نے مجھے بتایا کہ وہ ایک اور بڑے مولوی کا شاگرد ہے جو حلب کے ایک قطب کا گدی نشین ہے۔ پھر اس شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا جس کو میں نے واضح طور پر حق سے دور پایا اور اُس کے منہ پر کہہ دیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ بعد میں یہ شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک حادثے میں ہلاک ہو گیا۔ 97ء میں کہتے ہیں میں نے ڈش خریدی، مسجد کی امامت چھوڑ کر گھر میں بیٹھ گیا۔ میرا اعتقاد تھا کہ میں حق پر ہوں، لیکن اسلام کی حالتِ زار کی وجہ سے تمنا کرتا تھا کہ یہ فانی زندگی جلد ختم ہو اور اُخروی اور ابدی زندگی کا آغاز ہو۔ دس سال کی گوشہ نشینی اور غم کی کیفیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے آپکی طرف رہنمائی فرمائی، جس سے میرے دل کو سکون اور راحت مل گئی۔ اب جون میں اپنی والدہ اور بیوی کے ہمراہ عمرہ کرنے گیا تو متعدد عمرے کئے جن میں سے پہلا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے تھا۔ اس کے بعد تمام خلفاء کی طرف سے عمرے ادا کئے۔ دعا ہے کہ اللہ قبول فرمائے۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ میں نے بیعت کرنے سے قبل چار احمدی احباب کو خواب میں دیکھا اور انہیں کہا کہ تم بڑے مرتبے والے لوگ ہو اور تم جیسا کوئی نہیں ہے۔ اُن میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ خدا کی قسم کھا کر بتاؤ کہ کیا تم خدا اور اُس کے رسول کی سنت پر قائم ہو؟ اور اسلام کی حقیقت کو جانتے ہو؟ چنانچہ اس نے اس کو اتنی مرتبہ جوش سے دہرایا کہ مجھے اُس کی گردن کی رَگیں نظر آنے لگیں۔ اس پر میں نے اُس سے کہا کہ آج سے مَیں بھی احمدی ہوں۔ پھر وہ مجھے لکھ رہے ہیں کہ اس کے بعد مَیں نے آپ کو دیکھا کہ آپ آتے ہیں اور جیسے جلدی میں ہیں، چنانچہ آپ ہماری طرف دیکھتے ہوئے مشرق کی جانب چلے جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں بیعت کے بعد میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ عالمِ برزخ میں ہوں وہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا ہوں کہ اتنے میں ایک شخص کہتا ہے کہ اب ٹیلی فون مرزا کے پاس ہے، یعنی جس نے بھی اُس ٹیلی فون پر بات کرنی ہے وہ مرزا صاحب کے ذریعے سے کر سکتا ہے۔

بینن کے پوبے (Pobe) شہر کے ایک احمدی چندوں کی ادائیگی میں سُست تھے باوجود اس کے کہ مالی کشائش تھی۔ وقتاً فوقتاً توجہ دلائی جاتی تھی، نصیحت کی جاتی تھی لیکن اُن پر اثر نہیں ہوتا تھا۔ مربی صاحب کہتے ہیں کہ آخری ہتھیار دعا ہی کا تھا۔ تو وہ ایسا کارگر ہوا کہ کچھ عرصہ قبل وہی صاحب آئے اور کہنے لگے کہ خواب میں اُنہوں نے مجھے دیکھا کہ میں اُن کے پاس گیا ہوں اور اُن سے کہہ رہا ہوں کہ اپنے چندوں کے

حسابات کلیئر کرو۔ تم سمجھتے ہو کہ یہ بہت زیادہ ہیں مگر یہ زیادہ نہیں ہیں۔ کہتے ہیں انہوں نے خواب بیان کرنے کے بعد اپنے تمام حسابات آکے صاف کر دیئے۔

پھر الجزائر کے ایک شریفی عبدالمومن صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ چھ ماہ قبل جماعت سے تعارف حاصل ہوا۔ میری تسلی ہوگئی۔ میں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصدیق کر دی لیکن مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے مجھے دو خوابیں دکھائیں۔ پہلی میں انہوں نے مجھے دیکھا اور کہتے ہیں اس پہ بڑی خاص کیفیت طاری ہوئی۔ میں بیان نہیں کر سکتا۔ پھر دوسری خواب میں دیکھا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں اور اللہ کا واسطہ دے کر مجھے کہہ رہے ہیں کہ کیا کرنا چاہئے؟ جس پر میں نے اُن کو دو بیعت فارم پکڑائے۔ چنانچہ بیدار ہونے کے بعد انہوں نے انٹرنیٹ کھولا تو کہتے ہیں وہی دو بیعت فارم مجھے مل گئے جو میں نے خواب میں دیکھے تھے، چنانچہ میں نے فوراً بیعت کر لی۔ اور اُس وقت سے میں اپنے اندر ایک نمایاں تبدیلی محسوس کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مخلصین اور ان تمام سعید روحوں کو جو ہر سال صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر جماعت احمدیہ میں شامل ہوتی ہیں، جن کو ہر سال اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے، ہمیشہ استقامت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ایمان اور یقین میں ان کو ترقی عطا فرمائے اور ہم میں سے بھی ہر ایک کے ایمان اور ایقان کو بڑھائے اور ہمیں زمانے کے امام کی حقیقی پیروی کرنے والا بنائے۔ اور ہم بھی اُن برکات سے حصہ لینے والے ہوں، اُن انعامات سے حصہ لینے والے ہوں جس کا فیضان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے۔

بقیہ: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورۂ یورپ ......از صفحہ 12

میری بیوی اور بچوں نے بھی احمدیت قبول کر لی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: الحمدللہ۔

☆ ایک انڈونیشین نومبائع Tjoakee Tea صاحب مرحوم کی اہلیہ بھی اس مجلس میں موجود تھیں۔ موصوف دو سال قبل دہریہ سے احمدی ہوئے تھے اور امسال فروری 2011ء میں 92 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کی اہلیہ سے اظہار افسوس کیا اور فرمایا آپ کو تعزیت کا خط لکھا تھا مل چکا ہوگا، اللہ تعالیٰ مرحوم پر رحم فرمائے اور ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کو صبر کی توفیق دے۔ مرحوم کی اہلیہ نے عرض کیا کہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے صبر کی توفیق دے۔

☆ مراکش کی ایک خاتون نے مہینہ قبل بیعت کی تھی۔ ان کے خاوند پہلے بیعت کر چکے تھے۔ موصوفہ نے بتایا کہ میں جماعت کے بارہ میں مطالعہ کر رہی تھی اور مزید کتب پڑھی ہیں اس وجہ سے خاوند کے ساتھ نہیں بلکہ بعد میں بیعت کی ہے۔

☆ محمد الغزراوی صاحب جن کے اخلاص اور فدائیت کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، اُن کی والدہ محترمہ نے بھی گزشتہ ایک ماہ سے بیعت کی ہے۔ ان کی والدہ نے بتایا کہ ان کے بیٹے الغزراوی نے انہیں بہت تبلیغ کی ہے اور اس کی تبلیغ سے احمدی ہوئی ہیں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا: کیا انہوں نے الغزراوی کے احمدی ہونے کے بعد اُن میں کوئی تبدیلی دیکھی تھی۔ اتنی دیر یہ کس چیز کا انتظار کرتی رہی ہیں۔ اس پر موصوفہ نے کہا کہ الغزراوی تو بالکل ہی بدل گیا ہے۔ یہ یہاں بیلجیم میں تھا اور مَیں مراکش میں تھی اس لئے اس تبدیلی کا مجھے یہاں آکر پتہ چلا ہے۔ یہ مجھے جو کہتا تھا سچ کہتا تھا۔ اب مَیں نے احمدیت قبول کر لی ہے۔ اب مراکش میں بھی لوگ احمدیت قبول کر رہے ہیں۔

موصوفہ نے بتایا کہ الغزراوی تو ہر وقت تبلیغ کرتا رہتا ہے، کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ گھر میں مہمان وغیرہ آتے ہیں۔ مَیں اسے کہتی ہوں کہ ان کو آرام سے کافی، قہوہ تو پینے دیں۔ یہ کہتا ہے کہ کافی قہوہ انہوں نے منہ سے پینا ہے اور مَیں نے اُن کے کانوں میں احمدیت کا پیغام پہنچانا ہے۔ یہ جب کسی کو تبلیغ کرتے ہیں تو احمدی بنا کے ہی چھوڑتے ہیں۔ ان کی تبلیغ سے بہت سے لوگ احمدی ہو چکے ہیں۔

☆ ایک نومبائع خاتون نے بتایا کہ وہ ایک داعی الی اللہ خالد قادیانی کی تبلیغ سے احمدی ہوئی ہیں۔ MTA لگا کر دیا ہے۔ مَیں نے پروگرام دیکھے ہیں اور احمدیت قبول کی ہے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد بُرے اعمال چھوٹ گئے ہیں اور مجھے زندگی میں سکون اور اطمینان ملا ہے۔ میرے تین بچے بھی احمدی ہوئے ہیں، اُن میں بھی بہت تبدیلی ہے۔

☆ ایک نومبائع عرب دوست نے کہا کہ ہم حضور کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہم آج بہت خوش ہیں اور خوش نصیب ہیں کہ حضور انور ہمارے درمیان موجود ہیں اور ہم سب عربوں کو برکت دے رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ حضور یہاں بار بار آئیں۔

☆ ایک نومبائع خاتون خدیجہ حداحاوی صاحبہ (Hadahoui) نے بتایا کہ مَیں احمدی ہوں اور میں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خواب میں دیکھ کر بیعت کی ہے۔ مَیں نے حضور کا نورانی چہرہ خواب میں دیکھا تھا اور یہ سب کچھ مجھے ابھی تک یاد ہے۔ حضور کے یہاں بیلجیم میں آنے سے ہم سب بہت خوش ہیں۔ ہمیں ہر طرف نُور ہی نُور نظر آرہا ہے۔ ہم درخواست کرتے ہیں کہ حضور یہاں بار بار آئیں۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام نومبائعین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: بیعت تو آپ نے کر لی ہے اور سب سے پہلا قدم اٹھالیا ہے۔ اور اب آپ میں سے بعض پرانے ہو گئے ہیں۔ جس طرح الغزراوی صاحب نے احمدیت قبول کرنے کے بعد ترقی کی ہے اور اب آگے اس پیغام کو پھیلا رہے ہیں اور تبلیغ کر رہے ہیں، اسی طرح آپ جو شامل ہو رہے ہیں اور آپ نے پہلا قدم بیعت کرنے کا اٹھالیا ہے اب آپ نے بھی اپنے ایمان اور اخلاص میں مزید ترقی کرنی ہے اور اس پیغام کو دوسروں تک پہنچانا ہے اور دوسروں کو تبلیغ کرنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ایمان میں ہر قدم پر ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔ ایک زندہ تعلق ہر ایک کا خدا سے پیدا ہونا چاہئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کا، آپؑ کی بعثت کا مقصد یہ نہیں تھا کہ صرف ایک جماعت بنا لینی ہے بلکہ یہ تھا کہ بندے کا خدا سے تعلق جوڑنا ہے، یہ ایک کام تھا اور پھر دوسرا یہ کہ بندے سے بندے کے حقوق ادا کروانا ہے۔ یہی وہ مقصد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔ اس وقت جو عرب کی حالت تھی، جنہوں نے تاریخ پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ کس قسم کے لوگ تھے اور بعض تو انسانیت سے گری ہوئی حرکتیں کرنے والے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں انسان بنایا پھر تعلیم یافتہ انسان پھر باخدا انسان بنایا۔ یہی چیزیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی پیروی میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے یہ نہیں دیکھنا کہ ہمارے سامنے جو پرانے احمدی ہیں، انہوں نے کیا نمونے قائم کئے ہیں۔ آپ نے یہ دیکھنا ہے کہ اس بارہ میں اسلامی تعلیم کیا ہے۔ اگر کسی پرانے احمدی کا نمونہ اچھا نہیں ہے اور وہ تعلیم کو بھول رہا ہے تو آپ اس تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اپنا اچھا نمونہ دوسروں کے لئے پیش کریں۔ اگر کسی پرانے احمدی کے ایمان میں کوئی کمزوری ہے تو وہ نئے آنے والوں کے لئے ہرگز ٹھوکر کا موجب نہ بنے بلکہ ان نئے آنے والوں کے ایمان میں مضبوطی اور پختگی دوسروں کے ایمان میں زیادتی کا موجب ہو۔ یہی وہ چیز ہے جس کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میرے مشن اور میرے کام کو بڑھانے کے لئے جماعت کے ہر فرد کو کوشش کرنی چاہئے۔ میرا سلطان نصیر بنے۔ اب آپ حقیقت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آگے خلافت کے لئے سلطان نصیر بنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

☆ ڈاکٹر عبداللہ صاحب بیلجیئن نیشنل احمدی ہیں۔ حضور انور نے اُن سے اُن کی پریکٹس کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ کہاں کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور اپنے لئے دعا کی درخواست کی۔

☆ حافظ احسان سکندر صاحب مبلغ سلسلہ بیلجیم نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارا اس سال جلسہ سالانہ تک پچاس بیعتوں کے حصول کا ہدف تھا۔ اس وقت 41 بیعتیں ہو چکی ہیں۔ آج شام کو جو بیعت کی تقریب ہے اس میں پروگرام کے مطابق دو نئی بیعتیں ہوں گی اس طرح ابھی سات کی کمی ہے۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی کہ ہمارا یہ ٹارگٹ جلسہ یوکے تک پورا ہو جائے۔ اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: انشاءاللہ پورا ہو جائے گا۔

حضور انور نے فرمایا: ہر نومبائع اگر ایک ایک ٹارگٹ بنالے تو پچاس کیا سو تک پہنچ سکتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔ اب آپ نے اپنے لئے احمدیت کو قبول کیا ہے تو اب یہی بات آپ کو دوسروں کے لئے بھی کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ تبلیغ کا بڑا ذریعہ اپنا ذاتی نمونہ ہوتا ہے۔ آپ تبدیلی دکھائیں گے تو لوگوں میں توجہ پیدا ہوگی۔ آپ کے عمل کو دیکھ کر قبول کریں گے۔ انشاءاللہ۔

مراکش کو مغرب بھی کہا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث طلوع الشمّس من المغرب میں مغرب سے مراد ملک مراکش بھی ہو سکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اُن سب نئے احمدی ہونے والوں کو جن میں اکثریت کا تعلق مراکش سے ہے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ اب یہ مغرب کے لوگ مغرب میں آکر روشنی پھیلائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو پورا کرنے والے ہوں گے۔

☆ آج کی اس مجلس میں زیر تبلیغ دوستوں میں سے مراکش کے ایک دوست عبدالرحمٰن صاحب تھے جنہوں نے ابھی تک بیعت نہیں کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میرا تعلق جماعت احمدیہ سے بڑی دیر سے ہے اور مَیں آپ کے پروگراموں میں بھی شامل ہوتا رہا ہوں لیکن آج مَیں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مَیں احمدی ہونا چاہتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کا جو ماٹو ہے ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' اس کو ہم ساری دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں، حضور انور کی برکات اور خلافت کی برکات سے ہی ہم سب کامیابیاں حاصل کر سکیں گے۔ مَیں انشاء اللہ آج بیعت کرنے کے بعد دوسروں کو تبلیغ کروں گا اور احمدیت کی طرف لاؤں گا۔

اس مجلس کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومبائع احباب اور خواتین کو ''الیس اللہ بکاف عبدہ'' کی انگوٹھیاں عطا فرمائیں۔ مرد حضرات انگوٹھی لیتے ہوئے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کرتے، حضور انور کے ہاتھ کو بوسہ دیتے، ہاتھ چومتے اور اپنے رخسار اس پر ملتے۔ ہر ایک اپنی محبت وفدائیت کا اظہار کرتے ہوئے برکتیں حاصل کر رہا تھا۔ بعض احباب اور خواتین انگوٹھیاں پہننے کے بعد اُن کو چومتے۔ ہر ایک اپنی خوش نصیبی پر خوش تھا اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے نہ تھکتا تھا۔ یہ مجلس بڑی ایمان افروز تھی جو شام نو بج کر بیس منٹ پر اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

☆ ان نومبائعین کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک مجلّہ ''نورالاسلام'' کا پہلا ایڈیشن پیش کیا گیا۔ یہ مجلّہ جماعت بیلجیم نے عربی اور فرنچ زبانوں میں ان نومبائعین کی مدد سے نکالا ہے۔ رسالہ کے مضامین کی تیاری میں ان نئے احمدیوں نے کام کیا ہے۔ ان نئے آنے والوں میں سے بعض تو اپنے ایمان اور اخلاص میں پرانوں سے بھی بہت آگے بڑھ گئے ہیں اور دن رات تبلیغ میں مصروف ہیں اور اپنا تن من دھن خلافت کے لئے قربان کئے بیٹھے ہیں۔ خلیفۂ وقت کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہیں اور جو بھی حکم دیا جائے عملاً وہ کر کے دکھاتے ہیں۔

آج بیلجیم جیسے ایک چھوٹے سے ملک میں بھی کئی قومیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چشمہ سے سیراب ہو رہی ہیں اور نئے شامل ہونے والوں کا سلسلہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اللّٰھم زِدْ و بارک۔

(باقی آئندہ)

28 مئی 2010ء

سانحۂ لاہور کے زندہ و تابندہ کردار

(جمیل احمد بٹ۔ کراچی)

اس مضمون کی تیاری کے لئے بنیادی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے شہدائے لاہور کے ذکر خیر پر مشتمل خطبات سے استفادہ کیا گیا ہے۔

1۔گلہائے رنگارنگ

گزشتہ سال 28 مئی کو لاہور کی دو مساجد میں دہشت گردوں کے ہاتھوں 88 احمدی شہید ہوئے اور 120 زخمی۔ ان جان نثاروں کا یکجائی تذکرہ ایک ایسے گلستان کے ذکر کے ہم رنگ ہے جس میں قسم ہا قسم کے پھول ہوں جو علیحدہ علیحدہ ایک دوسرے سے مختلف ہوں لیکن مجموعی خوبصورتی، خوشبو اور خوش نظری میں یکساں۔ ان مشترک خوبیوں کی تفصیل میں جانے سے پہلے کچھ ذکر اس بظاہر فرق کا۔

Origin: وہ جگہیں جہاں ان شہداء کے بزرگ رہتے تھے برصغیر کے نقشہ میں دُور دُور پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں صوبہ پنجاب کے بیشتر اضلاع کے ساتھ گلگت (صوبہ گلگت و بلتستان)، محراب پور (صوبہ سندھ)، کوٹلی (آزاد کشمیر)، جموں (مقبوضہ کشمیر)، مشرقی پنجاب (بھارت) کے اضلاع گورداسپور، امرتسر، جالندھر اور پٹیالہ اور فاصلوں پر واقع شہر انبالہ، کرنال، امروہہ، حیدرآباد دکن اور بہار شامل ہیں۔ ان علاقوں میں سے کئی اپنے خاص تمدن اور مزاج کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں۔ زبان کے اعتبار سے یہ مختلف لہجوں کی پنجابی کے ساتھ سرائیکی، گلگتی، سندھی، کشمیری زبانیں اور یوپی، حیدرآبادی اور بہاری لہجے میں اردو بولنے والے تھے۔

تعلیم: ان میں سے بیشتر اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ تھے گو وہ ڈگریاں جو انہوں نے حاصل کیں مختلف اور الگ الگ میدانوں میں تھیں جیسے شاہد، ایم بی اے، انگریزی، ماس کمیونیکیشن اور کمپیوٹر سائینس میں ماسٹرز، میڈیکل، انجینئرنگ، ایجوکیشن، قانون، کامرس کمپیوٹر اور آرٹس گریجویشن۔ پھر ان میں چند وہ تھے جو انٹر اور میٹرک تھے اور اِکّا دُکّا مڈل اور پرائمری بھی۔

روزگار: یہ سب مختلف النوع ذرائع سے حصولِ رزقِ حلال کے لئے کوشاں تھے یا رہ چکے تھے۔ ان میں مربی سلسلہ، بیرسٹر، ایڈووکیٹ، پریکٹسنگ ڈاکٹرز، سول انجینئر، کنٹریکٹر، کالم نگار، ریڈیو نیوز ریڈر اور زمیندار بھی تھے، ہر سطح کے سرکاری اور پرائیویٹ ملازم بھی جیسے 20 گریڈ کے چیف انجینئر ریلوے، کالج پروفیسر، بینک وائس پریذیڈینٹ، سرکاری اسپتال میں AMS، 17 گریڈ کے افسر، واپڈا میں افسر، ویٹرنری افسر، پرائیویٹ اداروں میں مینیجر، ٹیچر، ریلوے کلرک، سٹیلائٹ ٹیکنیشن، نیوی فوٹوگرافر، الیکٹریشن، ڈرائیور اور سیکیورٹی گارڈز۔ اور چھوٹے بڑے کاروبار کرنے والے بھی جیسے قالین، زری، پرنٹنگ ایجنسی، کوک ڈسٹریبیوشن، انجینئرنگ ورکشاپ، کمپیوٹر ہارڈ ویئر اور ٹرانسپورٹ شامل ہیں۔

پھر ان میں وہ بھی تھے جو اپنے شعبوں میں کامیاب زندگی گزار کر اب ریٹائر ہو چکے تھے۔ یہ جن عہدوں پر رہے ان میں فوج کے میجر جنرل، کیپٹن، آرمی سٹور کیپر اور عام فوجی، سول کے نیب کے جج، مناپلی کنٹرول کے رجسٹرار، ڈپٹی ڈائریکٹر لیبر، ویلفیئر افسر، واپڈا افسر اور بینکوں کے AVP اور مینیجر، اسکول ہیڈ ماسٹر۔ ٹیلیفون، واپڈا اور اوقاف کے ملازمین شامل ہیں اور انہی میں وہ نوجوان بھی تھے جو ابھی بڑی ذمہ داریاں اٹھانے کے لئے تیاری کے مرحلہ میں تھے اور MBBS, BBA اور 1st year کے طالبعلم تھے۔

ازدواجی حیثیت اور بچے: ان شہداء میں سے 8 غیر شادی شدہ تھے جبکہ 3 کے پسماندگان میں بیویوں کا ذکر نہیں۔ اس طرح ان قربانیوں سے 75 خواتین بیوہ ہوئیں جن میں سے 3 کی شادی کا دورانیہ صرف ڈیڑھ سال تھا۔

شہداء کی عمروں کے لحاظ سے کم از کم سات اور کی شادی شدہ زندگی چار پانچ سال سے زائد نہ تھی۔ وہ بیوائیں جن کے شوہروں کی عمریں 26 تا 40 سال تھیں ان کی مجموعی تعداد 19 ہے۔

ان شہداء کے یتیم ہونے والے بچوں کی کل تعداد 257 ہے جن میں سے خدام کی عمر کے شہداء کے بالکل چھوٹی عمر کے بچے 43 ہیں جن میں 4 ایسے بچے بھی شامل ہیں جو اپنے والدین کی شہادت کے بعد پیدا ہوئے یعنی مکرم محمد آصف فاروق صاحب کا بیٹا مسرور آصف 5 جون کو، مکرم نورالامین صاحب کا بیٹا نور احمد امین 15 جون کو، مکرم مسعود احمد بھٹی صاحب کا بیٹا مسعود احمد ثانی 22 جون کو اور مکرم مرزا منصور بیگ صاحب کی پہلی بچی ہبۃ الاعلیٰ 21 اکتوبر 2010ء کو پیدا ہوئے۔

عرصۂ حیات: یہ قربان ہونے والے ہر عمر کے تھے۔ ایک انتہا پر 90 سال سے زائد عمر کے بزرگ مکرم چوہدری محمد مالک چڈھر صاحب بعمر 93 سال اور مکرم میجر جنرل ناصر چوہدری صاحب بعمر 91 سال تھے اور دوسری انتہا پر نوخیز ساڑھے سترہ سالہ نوجوان مکرم ولید احمد صاحب اور 19 سالہ مکرم مرزا شابل منیر صاحب تھے۔ ان کے درمیان 24 شہید 21 سے 40 سال یعنی خدام کی عمر کے تھے۔ 41 سال سے 60 سال کی عمر کے 29 اور 61 سے 90 سال کی عمر کے 29 حضرات تھے۔ جبکہ ان سب کی مجموعی اوسط عمر 54 سال تھی۔

عرصۂ احمدیت: ان شہداء میں سے 22 ایسے تھے جن کے پڑدادا یا دادا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا اعزاز حاصل تھا جن میں سے ایک قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر تھے اور ایک 313 صحابہ میں شامل تھے۔ 4 شہداء ایسے تھے جن کے خاندان کے دیگر بڑے صحابہ میں شامل تھے۔ پھر 23 ایسے تھے جن کے پڑدادا، دادا یا نانا احمدی ہوئے گو صحابہ میں سے نہ تھے۔ دیگر 19 کے والدین نے احمدیت قبول کی۔ اس طرح مجموعی طور پر ان شہداء میں سے 17 چوتھی نسل کے 32 تیسری نسل کے اور 19 دوسری نسل کے احمدی تھے۔ جبکہ 7 شہید ایسے تھے جو کہ خود احمدی ہوئے۔ ان میں سے ایک نے 2008ء میں اور ایک نے ایک سال پہلے مارچ 2009ء میں احمدی ہونے کا شرف پایا۔ 11 شہداء کے حالات میں یہ مذکور نہیں کہ ان کے خاندان میں احمدیت کب آئی۔

2۔مجموعہ صفاتِ حسنہ

یہ جملہ تہذیبی، معاشرتی اور معاشی فرق احمدیت کی چھاپ تلے کس طرح بے حقیقت ہو جاتے ہیں اس کا اندازہ ان اعلیٰ صفاتِ حسنہ سے ہوتا ہے جو ان سب شہداء میں قدرِ مشترک تھیں۔ یہ سب لوگ نیک دل، ہمدرد، بااخلاق، اللہ اور بندوں کے حقوق ادا کرنے والے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک الفاظ میں:

’اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کو بہت سی عظیم الشان خوبیوں سے متصف کیا تھا، نمازوں کا اہتمام، تلاوت میں باقاعدگی، خلافت سے محبت اور اخلاص و وفا، بچوں کی نیک تربیت اور اس پہلو سے ان کی مسلسل نگرانی جیسے اوصاف ان سب شہداء میں نمایاں طور پر پائے جاتے تھے۔ وہ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے۔ اپنے ماتحتوں اور ساتھ کام کرنے والوں سے حسنِ سلوک اور خوش اخلاقی سے پیش آنا، غریبوں سے ہمدردی، تمام رشتوں کا خیال رکھنا ان کے بنیادی اخلاق کا حصہ تھے‘۔

ان شہداء کے حالات میں ذکر ہونے والی خوبیوں میں سے کچھ کو چند عناوین کے تحت یکجا کرنے کی ایک کوشش درج ذیل ہے:

خلافت کے فدائی: ’خلافت سے محبت کرنے والے تھے‘، ’خلافت اور جماعت سے عشق تھا‘، ’خلافت سے آپ کو والہانہ عشق تھا‘، ’خلافت کے شیدائی تھے‘، ’خلافت سے عشق تھا‘، ’نظام خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق رکھنے والے تھے‘۔

’پس یہ لوگ تھے جنہوں نے عبادات اور اعمال صالحہ کے ذریعے سے نظام خلافت کو دائمی رکھنے کے لئے آخر دم تک کوشش کی اور اس میں نہ صرف سرخرو ہوئے بلکہ اس کے اعلیٰ ترین معیار بھی قائم کیے یہ لوگ اپنے اپنے دائرہ میں خلافت کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں‘۔ ’یہ سلطان نصیر تھے خلافت کے جن کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتا رہتا ہے کہ مجھے عطا ہوں‘۔

جماعت کے خدمت گزار: بیشتر شہداء جماعت اور ذیلی تنظیموں کے مستعد کارکن تھے یا رہ چکے تھے۔ چندوہ ذمہ داریاں جو ان کے حالات میں مذکور ہیں درج ذیل ہیں: مربی ضلع، ممبر قضا بورڈ، رکن فقہ بورڈ، ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن، عراق میں قیام جماعت میں مددگار، نائب امیر جاپان، امراء اضلاع، امراء شہر، ضلعی سیکرٹریان، صدور حلقہ، سیکرٹریان حلقہ، MTA کے کارکن۔

مجلس انصاراللہ میں زعماء اعلیٰ، نائب زعیم اعلیٰ، منتظمین، زعماء۔

مجلس خدام الاحمدیہ میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ جاپان، قائدین علاقہ، قائدین اضلاع، نائب قائد، معاون قائد ضلع، ناظمین مجلس، نائب ایڈیٹر ماہنامہ خالد اور آڈیٹر AACP۔

مجموعی طور پر جماعت سے فدائیت کے تعلق میں درج ذیل پہلو ذکر ہوئے ہیں:

’بہت مخلص‘۔ ’جماعت کا درد رکھنے والے‘۔ ’محبت اور اخلاص سے دن رات محنت کرنے والے‘۔ ’بے لوث خدمت کرنے والے‘۔ ’اطاعت گزار‘۔ ’جماعتی کاموں کیلئے ہروقت تیار‘۔ ’بڑی انتظامی صلاحیت تھی‘۔ ’کبھی نہ، نہ کرنے والے وجود‘۔ ’جماعت سے خاموش لیکن گہری وابستگی اور عشق کی حد تک پیار‘۔ ’مربیان سلسلہ سے بہت لگاؤ‘۔ ’وقت کی قربانی میں پیش پیش‘۔ ’قربانی کا بہت جذبہ تھا‘۔ ’اعلیٰ معیار کی قربانی کرنے والے تھے‘۔ ’نیکی کے ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے‘۔ ’اطاعت کا مادہ بہت زیادہ تھا کبھی کسی کے کام سے انکار نہیں کیا نہایت خدمت گزار تھے‘۔

’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بڑے شوق سے پڑھتے تھے‘۔ ’احمدیت کا بہت علم تھا انہوں نے بہت ساری بیعتیں بھی کروائیں، دعوت الی اللہ کے شیدائی تھے، بڑے بڑے مولویوں کو لاجواب کر دیتے تھے‘۔ ’دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا‘۔ ’مالی قربانی میں بہت آگے بڑھے ہوئے تھے‘۔ ’مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے‘۔ ’چندہ جات کی ادائیگی باقاعدہ تھی‘۔ ’اپنی استطاعت سے بڑھ کر چندہ ادا کرتے تھے‘۔

تقویٰ شعار: ’درویش صفت‘۔ ’پرہیزگار‘۔ ’ہر وقت ذکرِ الٰہی اور استغفار میں مصروف‘۔ ’خدا پر توکل کرنے والے انسان تھے‘۔ ’بڑے عبادت گزار‘۔ ’ہر سال اعتکاف بیٹھا کرتے‘۔ ’نیک انسان تھے اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق تھا‘۔ ’پانچ وقت نمازی‘۔ ’باجماعت نماز کے پابند‘۔ ’نمازوں میں خوب روتے تھے‘۔

’بچپن سے نماز تہجد کے عادی تھے کبھی تہجد نہیں چھوڑی‘۔ ’تہجد گزار‘۔ ’تہجد کے پابند‘۔ ’ہمیشہ تہجد پڑھنے والے‘۔ ’دل کے صاف‘۔ ’نیکی کو ہمیشہ چھپا کر کرتے‘۔ ’درود شریف بہت پڑھتے‘۔ ’متقی شخص تھے‘۔ ’پانچوں وقت نماز کے بعد تلاوت کیا کرتے تھے، تھوڑے تھوڑے دنوں کے بعد روزے رکھتے تھے‘۔ ’بہت سادہ دل، نیک اور ہر حال میں صبر و شکر کرنے والے انسان تھے‘۔ ’دعا گو انسان تھے‘۔ ’دعاؤں کی طرف خاص توجہ تھی‘۔ ’رات ایک بجے اٹھ جاتے تھے پھر نماز تہجد اور دعاؤں میں مشغول رہنا ان کا کام تھا‘۔ ’گھنٹوں قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہتے تھے‘ ’نماز تہجد کا بہت خیال رکھتے تھے‘۔ ’قرآن باقاعدگی سے پڑھتے تھے‘۔ ’نماز میں توجہ سے دعا کرتے، ان کی آنکھیں نمناک ہو جاتیں‘۔ ’سعید فطرت اور نیک سیرت انسان تھے‘۔ ’بہت دعا گو انسان تھے‘۔ ’روزانہ اونچی آواز میں تلاوت قرآن کریم کیا کرتے‘۔ ’تہجد باقاعدگی سے ادا کرتے‘۔ ’تہجد میں کبھی ناغہ نہیں کیا‘۔ ’دارالذکر سے خاص لگاؤ تھا‘۔ ’کبھی تہجد نہیں چھوڑی‘۔

بااخلاق: ’بہت حلیم طبع‘۔ ’بہت سادہ اور صابر‘۔ ’اصول پسند اور وقت کی پابندی کرنے والے‘۔ ’عاجزی بہت زیادہ تھی، کبھی کسی سے لڑائی نہیں چاہتے تھے ہمیشہ صلح میں پہل کرنے والے تھے‘۔ ’رویہ کے بہت اچھے تھے‘۔ ’انتہائی مہمان نواز‘۔ ’منکسر المزاج‘۔ ’انتہائی نرم دل‘۔ ’گھر میں کسی قسم کی غیبت کو ناپسند کرتے اور منع کر دیتے‘۔ ’بڑے اچھے انسان تھے‘۔ ’بہت محنتی‘۔ ’بڑے صاف گو‘۔ ’نہایت سیدھے سادے، کبھی کسی سے کوئی زیادتی نہیں کی‘۔ ’نہایت شریف، سادہ‘۔ ’بڑے ہنس مکھ‘۔ ’صلہ رحمی کرنے والے تھے‘۔ ’بڑے زندہ دل انسان تھے‘۔ ’بہت دیانت دار تھے‘۔ ’جھوٹ تو منہ سے نکلتا ہی نہ تھا، ہمیشہ سچ بولا اور سچائی کا ساتھ دیا‘۔ ’سسرالی اور دیگر رشتے داروں کا بہت خیال رکھتے تھے‘ ’بہت پیار کرنے والے تھے‘۔ ’بڑے نرم گفتار تھے، اخلاق بہت اچھے تھے‘۔ ’بہت ہی نرم طبیعت کے مالک تھے‘۔ ’ہمدرد اور ملنسار انسان تھے‘۔ ’بہت صلح پسند، شریف، بے ضرر انسان تھے‘۔ ’سب کے دوست تھے‘۔ ’امانتوں کی حفاظت کرنے والے‘۔ ’وعدوں کا ایفاء کرنے والے‘۔ ’محنتی انسان تھے‘۔ ’حسن سلوک، مہمان نوازی اور بیماروں کی تیمارداری کرنے کی خوبیاں نمایاں تھیں‘۔ ’مہمان نوازی کی صفت تو آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی‘۔ ’بہت نفیس آدمی تھے‘۔ ’نہایت خوش اخلاق‘۔ ’صاف گو‘۔ ’چھوٹوں اور بڑوں کی عزت کرنے والے اور سب میں ہر دل عزیز تھے‘۔ ’کبھی کسی سے شکوہ نہیں کیا ہمیشہ صبر کی تلقین

کرتے‘۔ ’انتہائی حلیم طبیعت کے مالک تھے کبھی غصے میں نہیں دیکھا‘۔ ’عاجزی اور انکساری کمال کی تھی، آپ میں کمال کی ستاری دیکھی‘۔ ’سادہ مزاج‘۔ ’علم پسند‘۔ ’دوسروں سے ہمدردی اور محبت سے پیش آتے‘۔ ’احساسِ ذمہ داری بہت زیادہ تھا‘۔ ’ہر ایک کے ساتھ دوستی اور پیار کا تعلق قائم کرتے اور بڑی سے بڑی مصیبت اور دکھ کو خندہ پیشانی سے برداشت کر کے مسکرانے والے تھے‘۔ ’نہایت لائق، ذہین اور محنتی جوان تھے‘۔ ’نہایت ہی اچھے انسان تھے‘۔

ان اعلیٰ اخلاق کی بدولت ان میں سے بعض کے بارے میں درج ذیل یہ ذکر بھی آئے کہ وہ غیروں میں بھی بہت مقبول تھے۔

’دیانت داری کی وجہ سے لوگ ان کا بہت احترام کرتے تھے‘۔ ’اپنے تعلیمی ادارہ میں مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شہادت کے بعد تدفین والے دن اس کے اساتذہ اور طلباء نے ایک دن میں تین بار تعزیتی تقریب منعقد کی‘۔ ’غیر احمدی مالکن مکان کہتی تھی کہ میں یہ دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے بچوں کو ان جیسا انسان بنائے‘۔ ’اپنے علاقہ میں اپنی شرافت اور ایمانداری کی وجہ سے بہت مشہور تھے‘۔ ’دیانت داری کی وجہ سے جیولرز ڈیڑھ ڈیڑھ کروڑ کی جیولری ان کے حوالے کر دیا کرتے تھے‘۔

انسان دوست: ’ملازموں اور غریبوں سے بڑی ہمدردی کیا کرتے تھے‘۔ ’بہت مدد کرنے والے اور بہت خدمت خلق کرنے والے انسان تھے‘۔ ’ہر ماہ کئی لاکھ روپے خدمت خلق میں خرچ کر دیتے تھے، ایک فری ڈسپنسری چلاتے تھے، بہت سے لوگوں کو ماہانہ خرچ دیتے تھے‘۔ ’علاقے میں سماجی کارکن کے نام سے مشہور تھے‘ ’سب کا خیال رکھتے تھے‘۔ ’خدمت خلق کا بہت شوق اور جذبہ تھا‘۔ ’جب بھی کسی کو ضرورت پڑتی تو خون کا عطیہ دے دیا کرتے تھے‘۔ ’ہمیشہ اپنی تکلیف کے باوجود دوسروں کی مدد کرتے‘۔ ’غریب پرور اور ہر ایک سے شفقت اور محبت کا سلوک کرنے والے تھے، کسی کی تکلیف کا پتہ چلتا تو فوراً دعا شروع کر دیتے‘۔ ’ضرورتمندوں کا خیال رکھتے تھے‘۔ ’حقوق العباد کی ادائیگی ان کا خاص وصف تھا‘۔ ’سخاوت ان کی زندگی کا بڑا خلق تھا۔ لوگوں کو بڑی بڑی چیزیں مفت بھی دے دیا کرتے تھے‘۔ ’دروازے پر اگر کوئی ضرورتمند آجاتا تو کبھی اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا‘۔ ’غریبوں کے کیس مفت کرتے تھے‘۔ ’خدمت خلق نہایت مستقل مزاجی سے کرتے تھے‘۔ ’ہر ایک سے ہمدردی کرتے تھے‘۔ ’رحم دل اور غریبوں کے ہمدرد‘۔ ’خدمت خلق کا بہت شوق اور جذبہ تھا‘۔ ’حقیقی معنوں میں انسانیت کی خدمت کرنے والے تھے، کبھی کسی امیر غریب میں فرق نہیں کیا، سب سے ایک جیسا ہمدردانہ سلوک کرتے تھے، جب بھی کوئی ضرورتمند آجاتا تو آپ خدمت کے لئے تیار ہو جاتے‘۔ ’جو بھی آپ کو پنشن ملتی وہ ساری کی ساری غریبوں پر خرچ کر دیتے تھے‘۔ ’غریبوں کی بہت مدد کیا کرتے تھے‘۔ ’خاص طور پر یتیم بچے اور بچیوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے‘۔ ’اپنی ضروریات سے بچا کر غریب اور ضرورتمندوں کی بلا تفریق مذہب و ملّت مدد کرتے تھے‘۔

فرمانبردار اور خدمت گزار بیٹے:

’والدین کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے‘۔ ’والدہ بیمار تھیں تو ساری ساری رات جاگ کر خدمت کی، والد بیمار ہوئے تو ساری ساری رات جاگ کر انہوں نے سنبھالا‘۔ ’والدہ کہتی ہیں کہ میرا بیٹا بڑا پیارا تھا میرا بڑا خیال رکھتا تھا‘۔ ’والد صاحب کی بہت اطاعت کرتے تھے‘۔ ’وفات سے قبل بھر پور طریقے سے والدین کی خدمت کا موقع ملا‘۔ ’والدین کی خدمت بڑی توجہ سے کیا کرتے تھے‘۔ ’انہوں نے والد، والدہ کی کافی خدمت کی‘۔ ’خدمت کا حق ادا کیا‘۔ ’اپنے والدین اور بزرگوں کے نہایت فرمانبردار تھے، والدین کے ساتھ کبھی بھی اونچی آواز سے بات نہیں کی بلکہ اس چیز کو گناہ سمجھتے تھے‘۔

شہداء کے والدین کے چند اظہار: ’میرا خدمت گزار تھا اور میری خدمت کرتا تھا چاہے جتنا بھی تھکا ہوا کیوں نہ ہو (والد)‘۔ ’میرا بیٹا بہت ہی نیک اور فرمانبردار تھا (والدہ)‘۔ ’روزانہ جب میں سونے کے لئے لیٹتا تو میرے پاؤں دباتے اور جب صبح اٹھتا تو سیب کاٹ کر مجھے دیتے تھے (والد)‘۔ ’میرا بیٹا ہماری جان و دل سے خدمت کرتا تھا، باپ کی بیماری میں گو سب بچوں نے خدمت کی لیکن اس بچے نے تو حد کر دی مالی اور جسمانی خدمت میں کبھی کوتاہی نہیں کی اور والد کی خوشنودی حاصل کی (والدہ)‘۔ ’میں اگر گھر میں کام کرتی تھی تو میرے ساتھ کام کرواتا تھا کبھی کسی کام سے انکار نہیں کیا (والدہ)‘۔ ’بہت اخلاق والا، محبت والا اور بہت نیک تھا مجھے کوئی تکلیف ہوتی تو رات کو اٹھ کر میرے پاس بیٹھ جاتا اور مجھے تسلیاں دیتا کہ اللہ فضل کرے گا، اس تسلی سے میں آدھی ٹھیک ہو جاتی تھی (خوش دامن)‘۔ ’والدہ کی بہت خدمت کرتے تھے اگر وہ چار پائی سے نیچے اترتیں تو وہ جوتی سیدھی کر کے رکھتے تھے (بھابھی)‘۔

(مطبوعہ رسالہ انصاراللہ نومبر/دسمبر 2010ء)

محبت کرنے والے مہربان شوہر:

’بیوی بچوں کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے‘۔ ’مثالی شوہر تھے‘۔ ’اہلیہ کہتی ہیں کہ ہمارے دونوں خاندانوں میں ہماری ازدواجی زندگی ایک مثال تھی، پانچ بیٹیاں پیدا ہوئیں اور ہر بیٹی کی پیدائش پر یہ کہتے تھے کہ رحمت آئی‘۔ ’اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ بہت محبت کرنے والے تھے شادی کے 23 سالوں میں میرے خاوند نے کبھی کوئی ترش لفظ نہیں بولا‘۔ ’اہلیہ کہتی ہیں مجھے کبھی کسی دوست کی ضرورت نہیں پڑی مجھے کبھی محسوس نہیں ہوا کہ مجھے کوئی دوست یا سہیلی بنانی چاہئے، گھر کے سارے کاموں میں میرا ہاتھ بٹاتے تھے، یہاں تک کہ برتن بھی دھلوا دیتے تھے‘۔ ’اہلیہ کہتی ہیں تین بیٹیاں ہیں اور کبھی اظہار نہیں کیا کہ بیٹا نہیں ہے‘۔ ’گھر کی سب ذمہ داریاں پوری کرتے تھے‘۔ ’اہلیہ کہتی ہیں کہ میری رفاقت ان سے 39 سال رہی کبھی انہوں نے مجھے اُف نہیں کہا‘۔ ’بیوی بچوں سے بہت پیار کرتے تھے‘۔ ’اہلیہ کہتی ہیں ہماری گھریلو زندگی بھی بڑی مثالی تھی، مثالی باپ تھے، مثالی شوہر تھے، ہر طرح سے بچوں کا اور بیوی کا خیال رکھنے والے‘۔ ’اہلیہ کہتی ہیں ایک نہایت محبت کرنے والے شوہر تھے، میری چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھتے تھے اور کبھی تھکی ہوتی تو کھانا بھی بنا دیا کرتے، گلے شکوے کی عادت نہ تھی‘۔ ’اہلیہ محترمہ نے بتایا کہ میرے خاوند ایک مثالی شوہر تھے، ہماری شادی تقریباً 20 سال قبل ہوئی تھی‘۔ ’اہلیہ نے لکھا کہ میرا اور ان کا ساتھ تو صرف ڈیڑھ سال کا تھا لیکن اسی عرصہ میں مجھے نہایت ہی پیار کرنے والے شفیق، کم گو اور سادہ طبیعت انسان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا ...... میری چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ضرورت کا خیال رکھا‘۔ ’اہلیہ لکھتی ہیں میں نے اپنی پوری شادی شدہ زندگی میں ان کے منہ سے کبھی کوئی سخت بات نہیں سنی، کبھی میں کسی بات پر ناراض ہوتی تو بڑے پیار سے مناتے اور جب تک میری ناراضگی دُور نہیں ہو جاتی منانا نہیں چھوڑتے تھے‘۔

شہداء کی بیویوں کے چند اظہار:

’کھانا کھاتے وقت ایک نوالہ میرے منہ میں بھی ڈال دیتے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے‘۔ ’انتہائی مہربان شوہر تھے‘۔ ’آپ بہت ہی پیار کرنے والے انسان تھے‘۔ ’مجھے انہوں نے بہت کچھ سکھایا، 13 سالوں میں مجھے کوئی تکلیف نہ دی‘۔ ’کمال کا انصاف کرنے والے تھے پہلی زوجہ اور گھر والوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے‘۔ ’مجھ سے بہت ہی محبت کرتے تھے اور میرا بہت خیال رکھتے تھے‘۔ ’بہت ہی نیک انسان تھے، ہمارا کبھی بھی جھگڑا نہیں ہوا‘۔ ’میری تمام چھوٹی بڑی ضروریات اور خواہشات کا خیال رکھا اور تمام جائز خواہشات کو ہمیشہ پورا کرنے کی کوشش کی، اپنے خاندان میں ہر موقع پر میری عزت اور مقام کا خیال رکھا، اگر میرے ساتھ کبھی کسی معمولی بات پر لڑائی جھگڑا ہو جاتا تو دفتر جا کر بہانے بہانے سے فون کرتے اور یوں ناراضگی اسی دن دور ہو جاتی‘۔ ’آپ بہت ہی پیار اور عزت کرنے والے شوہر تھے، کبھی بھی کسی جائز بات سے انکار نہیں کیا تھا‘۔ ’مجھ سے بہت پیار کرتے تھے‘۔ ’بہت ہی شریف انسان تھے، آج تک انہوں نے میرے ساتھ اونچی آواز میں بات نہیں کی، ہر چیز کا خیال رکھتے تھے‘۔ ’انہوں نے مجھے وہ اعتماد دیا جو شاید مجھ میں نہ تھا‘۔ ’آپ ایک محبت کرنے والے اور پیار کرنے والے انسان تھے‘۔ ’بچوں اور میرے ساتھ بہت شفیق تھے اور آج تک مجھے کوئی بات بھی نہیں کی اور اف تک نہیں کیا‘۔ ’آپ بہت اچھے انسان تھے، میرا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے‘۔ ’ان آٹھ سالوں میں مجھے کبھی اس چیز کا احساس نہ ہونے دیا کہ میرے ماں باپ میرے ساتھ نہیں ہیں، ہر قدم پہ میرا ساتھ دیا، ضرورت سے زیادہ احساس کرتے تھے‘۔ ’ہم نے بہت ہی شاندار ازدواجی زندگی گزاری ہے، میں ایک خوش نصیب عورت ہوں جس کو ایسا نیک خاوند ملا‘۔

(مطبوعہ رسالہ انصاراللہ نومبر/دسمبر 2010ء)

شفیق باپ: ’ایک باپ اپنے گھر کا راعی ہے اور بچوں کی تعلیم و تربیت اور نگرانی اس کی ذمہ داری ہے تو ان لوگوں نے اس فریضے کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دی اور یہ توجہ ہمیں ہر شہید میں مشترک نظر آتی ہے‘۔ ’نہ صرف خود نمازوں کا اہتمام کرتے تھے بلکہ اپنے بچوں اور گھر والوں کو بھی اس طرف توجہ دلانا، کوئی اپنے کام کی جگہ سے فون کر کے بچوں کی نماز کی یاددہانی کروا رہا ہے تو کوئی مسجد اور نماز سینٹر دور ہونے کی وجہ سے گھر میں ہی نماز با جماعت کا اہتمام کر رہا ہے‘۔

شہداء کے بچوں کے چند اظہار: ’بہت ہی پیار کرنے والے اور شفیق والد تھے‘۔ ’ہمارے ابّو ہمیں بہت پیار کرتے تھے‘۔ ’ہمیشہ دوسروں پر حسن ظن رکھتے خاص طور پر اپنے بچوں پر‘۔ ’ہم نے اپنی زندگی میں کبھی ان کو نہیں دیکھا کہ محسوس کیا ہو کہ میری بیٹیاں ہی ہیں اور بیٹا نہیں ہے بلکہ انہوں نے بیٹوں سے بڑھ کر ہماری تعلیم و تربیت کی، دنیاوی تعلیم کے حوالے سے آپ نے کبھی کوئی سمجھوتہ نہیں کیا آپ کہتے تھے کہ جہاں تک پڑھ سکتی ہو میں پڑھاؤں گا‘۔ ’میرے ابو نہایت ہی شفیق باپ تھے انہوں نے ساری زندگی ہم کو ڈانٹا تک نہیں جو کچھ سمجھایا پیار سے ہی سمجھایا (بیٹی)‘۔ ’میں ہمیشہ ہر موقع اور ہر مسئلہ کے لئے ابو سے راہنمائی مانگا کرتا تھا (بیٹا)‘۔ ’ہم پر سختی کے بجائے دعاؤں پر زور دیتے تھے (بیٹا)‘۔ ’میرے ابو مجھ سے بہت پیار کرتے تھے مجھے ہمیشہ کہتے تھے کہ نماز پڑھو (بیٹی)‘۔ ’ہماری تمام ضرورتوں کا خیال رکھتے، ابو نہایت ہی نرم دل تھے مجھے نہیں یاد کہ آج تک ابو نے مجھے مارا ہو (بیٹی)‘۔ ’ہمارے ابو بہت ہی ہمدرد تھے اور ہمیشہ ڈانٹنے کے بجائے نصیحت کیا کرتے تھے (بیٹی)‘۔ ’کئی لوگ بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دیتے ہیں لیکن ہمارے ابو نے بیٹیوں کو زیادہ توجہ دی ہے (بیٹی)‘۔ ’میرے والد مجھ سے بہت پیار کرتے تھے میری والدہ بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھیں لیکن انہوں نے مجھے کبھی بھی ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی (بیٹا)‘۔ ’میرے ابو بہت ہی اچھے انسان تھے ان کے تعلقات ہمارے ساتھ بہت ہی اچھے تھے‘۔

’ایک بہو نے لکھا، جب میری شادی ہوئی تو کہتے تھے تم میری بیٹی جیسی ہو اور انہوں نے یہ ثابت بھی کیا اور مجھے بیٹیوں سے بڑھ کر پیار کیا‘۔

چھوٹے بچوں کی ایک ماں نے لکھا ’کہتے تھے کہ بیشک بچے ابھی چھوٹے ہیں لیکن وہ خطبات دیکھیں ضرور تاکہ بڑے ہو کر ان میں یہ عادت آسکے‘۔

(مطبوعہ رسالہ انصاراللہ نومبر/دسمبر 2010ء)

3۔ جان ہتھیلی پر لئے

ان جانثاروں میں بہت سے ایسے تھے جن کا شوقِ قربانی پہلے ہی دل کے نہاں خانوں سے نکل کر ان کی زبانوں پر آتا رہا تھا۔ وہ گزشتہ شہداء کے تذکروں پر رشک کرتے اور دل سے چاہتے تھے کہ وہ بھی اپنے جانیں اللہ کی راہ میں گزار کر اس مقام کو پالیں۔ ایسے چند اظہار درج ذیل ہیں:

۞...... مکرم منیر احمد شیخ صاحب نے شہادت سے ایک دن قبل اپنی بہن کو کہا ’آپا اصل جنت کی ضمانت تو شہادت سے ملتی ہے‘۔

۞...... مکرم کیپٹن ریٹائرڈ مرزا نعیم الدین صاحب کو شہادت کی بڑی تمنا تھی۔

۞...... مرزا اکبر بیگ صاحب بھی کسی کی شہادت ہوتی تو کہا کرتے تھے کہ کبھی ایسا موقع آئے تو ہم بھی شہید ہوں۔ (جولائی 1998ء واہ کینٹ میں) اپنے ماموں کی شہادت پر کہا کہ کاش ان کو لگنے والی گولی مجھے لگی ہوتی۔

۞...... مکرم ولید احمد بعمر سترہ سال کی عمر جب گیارہ سال تھی تو ایک سوال کے جواب میں کہ تم بڑے ہو کر کیا بنو گے؟ کہنے لگے میں بڑا ہو کر اپنے دادا جان (مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب جو 10 اپریل 1984ء میں محراب پور سندھ میں قربان ہوئے) کی طرح شہید بنوں گا۔

۞...... مکرم طاہر محمود احمد صاحب بعمر 53 سال کہتے تھے کہ میں گولیوں سے نہیں ڈرتا میں نے شہید ہی ہونا ہے۔

۞...... مکرم منور احمد صاحب بعمر 30 سال نے اپنے عزیزوں کو پہلے بتا دیا تھا بلکہ پچھلے سال شادی ہوئی ہے تو اپنی بیوی کو بھی پہلے دن کہہ دیا کہ میں نے تو شہید ہو جانا ہے اس لئے میرے شہید ہو جانے کے بعد کوئی واویلا نہ کرنا۔

۞...... مکرم سعید احمد طاہر صاحب بعمر 37 سال کی ڈائری میں کئی مقامات پر لکھا ہوا تھا، شہادت میری آرزو ہے انشاء اللہ۔ ایک جگہ تحریر ہے کہ اے میرے اللہ! شہادت نصیب فرما۔ یہ گردن تیری راہ میں کٹے۔ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے تیری راہ میں ہوویں۔ پیارے حبیب کے صدقے میرے مولیٰ میری یہ دعا قبول فرما۔ آمین

۞...... مکرم چوہدری اعجاز نصر اللہ صاحب بعمر 83 سال کو امیر صاحب ضلع نے کہا کہ چوہدری صاحب باہر نکل جائیں تو انہوں نے جواباً کہا میں نے تو شہادت کی دعا مانگی ہے۔ ایک بار ایک اور موقع پر اپنے بیٹے سے کہا ’دشمن زیادہ سے زیادہ کیا کر سکتا ہے ہمیں قربان ہی کر دے گا اور ہمیں کیا چاہئے‘۔

۞...... مکرم چوہدری امتیاز احمد صاحب بعمر 34 سال کی ڈائری کے پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ملا، ’بزدل بار بار مرتے ہیں اور بہادر کو صرف ایک بار موت آتی ہے‘۔ اپنی بہن کی ڈائری پر انہوں نے یہ شعر لکھا:

یہ ادا عشق و وفا کی ہم میں
اک مسیحا کی دعا سے آئی

۞...... مکرم مرزا منصور بیگ صاحب بعمر 29 سال کو ان

کے قائد مجلس نے سانحہ والے دن جمعہ پر ڈیوٹی دینے کے لئے جب یاد دہانی کا فون کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ قائد صاحب فکر نہ کریں اگر ضرورت پڑی تو پہلی گولی اپنے سینے پر ہی کھاؤں گا۔

۞ ...... مکرم نثار احمد صاحب بعمر 46 سال نے ایک دفعہ مخالفین کے جلسہ میں بدزبانی پر اکیلے جا کر انہیں ٹوکا واپس آنے پر اہلیہ نے کہا آپ اکیلے چلے گئے تھے مخالفیں اتنے زیادہ تھے اگر وہ آپ کو مار دیتے تو کیا ہوتا تو جواباً کہا زیادہ سے زیادہ قربان ہو جاتا اس سے اچھا اور کیا تھا؟

۞ ...... مکرم محمود احمد بعمر 53 سال ایک روز وردی پہن کر خوب ناز سے چل رہے تھے۔ اُن کے دوست نے کہا ایسے کیوں چل رہے ہیں؟ تو جواباً کہا کہ جو بھی غلط ارادے سے آئے گا وہ میری لاش پر سے ہی گزر کر جائے گا۔

۞ ...... مکرم منور احمد قیصر صاحب نے بعمر 57 سال نے دارالذکر کے مین گیٹ پر ڈیوٹی کے دوران کئی دفعہ اس بات کا اظہار کیا کہ اگر کوئی حملہ کرے گا تو میری لاش سے گزر کر آگے جائے گا۔

۞ ...... مکرم محمود احمد شاد صاحب بعمر 48 سال کہتے ہیں 'میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ اگر تُو نے میری قربانی لینی ہے تو میں حاضر ہوں'۔

۞ ...... مکرم وسیم احمد صاحب بعمر 38 سال کی بہت تمنا تھی اکثر کہا کرتے تھے کہ کبھی میری زندگی میں ایسا وقت آیا تو میرا سینہ سب سے آگے ہوگا۔

۞ ...... مکرم ڈاکٹر عمر احمد صاحب بعمر 31 سال کو بچپن سے ہی شہادت کا شوق تھا دوسری یا تیسری کلاس میں تھے کہ میجر عزیز بھٹی کو خط لکھا اور اس کے نیچے لکھا میجر عمر شہید۔ شادی کے بعد اکثر شہادت کے موضوع پر بات کرتے رہتے تھے ایک دن کہنے لگے کہ میں نے بہت غور کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جنت میں جانے کا واحد شارٹ کٹ شہادت ہے لیکن میری قسمت میں کہاں؟ اکثر کہا کرتے تھے کہ دیکھنا جب بھی جماعت کو کوئی ضرورت ہوئی تو عمر پہلی صف میں ہوگا اور سینے پر گولی کھائے گا۔

4۔ جان نذر کرنے والے بہادر

مسجد دارالذکر اور مسجد بیت النور میں اللہ کی عبادت کے لئے جمع ہونے والے یہ پاک نفوس اپنی دیگر خوبیوں کے ساتھ حیرت انگیز طور پر انتہائی بہادر اور جی دار تھے۔ اس بہادری کا اظہار کئی طرح ہوا۔ جو ذمہ داریاں اٹھائے ہوئے تھے وہ اس مشکل وقت میں بھی بہادری سے اپنے فرائض کی بجا آوری میں مصروف رہے۔ جن کو موقع ملا وہ نہتّے ہوتے ہوئے بھی مسلح دشمن کو زیر کرنے کے لئے جھپٹ پڑے۔ جنہوں نے ساتھیوں کی جانوں کو خطرے میں دیکھا تو اُڑ کر ان کے اور دشمن کے درمیان آئے اور اپنی جان نچھاور کردی اور باقی سب نے کمال استقامت سے اس کڑے وقت کو جھیلا اور اپنے زخموں اور بہتے ہوئے خون کی پرواہ کئے بغیر بلا کسی اضطراب اور افراتفری کے ہدایات کی پابندی کی اور پورے سکون سے دعاؤں اور ذکر الٰہی میں مصروف رہ کر رضاء الٰہی پر راضی رہتے ہوئے اپنی جانیں جان آفرین کو لوٹادی۔ آخری وقت سے پہلے جس کو موقع ملا اس نے اپنے پیاروں کو بھی فون پر دعاؤں کی تلقین کر کے اللہ کے سپرد کردیا۔

ان تمام اقسام کی بہادری کے چند واقعات درج ذیل ہیں۔

ادائیگی فرض میں جان کی قربانی:

۞ ...... امیر ضلع مکرم منیر احمد شیخ صاحب نے خدام نے نیچے کی طرف یعنی Basement میں جانے کے لئے کہا تو انہوں نے انکار کر دیا اور جب فائرنگ شروع ہوئی ہے تو کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر لوگوں کو کہا کہ بیٹھ جائیں اور درود شریف پڑھیں اور دعائیں کریں ...... پولیس کو بھی فون کیا۔

۞ ...... مربی سلسلہ مکرم محمود احمد شاد صاحب نے منبر نہ چھوڑا۔ حملہ کے دوران آپ مسلسل لوگوں کو دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے رہے تھے۔ جب حملہ آور مسجد کے اندر آیا تو آپ نے بلند آواز میں نعرہ بھی لگایا اور مسلسل درود شریف کا ورد کرتے رہے آپ کے سینے میں دو گولیاں لگیں۔

۞ ...... دارالذکر کے سیکیورٹی گارڈ مکرم محمود احمد صاحب مین گیٹ پر ڈیوٹی پر تھے۔ سانحہ کے دوران انہوں نے ایک دہشتگرد کو پکڑنے کی کوشش کی تو اس کوشش میں ان پر فائرنگ ہوئی۔

۞ ...... بیت النور کے سیکیورٹی گارڈ مکرم محمد انور صاحب مین گیٹ پر ڈیوٹی کر رہے تھے۔ دہشتگرد قریب آیا اور اس نے فائرنگ شروع کر دی انہوں نے بھی مقابلہ کیا۔ ایک خادم نے انہیں کہا کہ گیٹ کے اندر آ جائیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں شیروں کا کام پیچھے ہٹنا نہیں اور ساتھ ہی جو اُن کے پاس ہتھیار تھا اس سے فائرنگ کی جس سے دہشتگرد زخمی ہو گیا لیکن پھر دوسرے دہشتگرد نے گولیوں کی ایک بوچھاڑ ماری جس سے وہیں موقع پر شہید ہو گئے۔

شہداء میں شامل درج ذیل خدام بھی ڈیوٹیوں پر تھے:

مکرم عرفان احمد ناصر صاحب، (جن کی ڈیوٹی ٹریفک کنٹرول پر ہوتی تھی اس حوالے سے غالباً امکان یہی ہے کہ سب سے پہلے شہید یا پہلے چند شہیدوں میں سے ہوں گے) مکرم سجاد اظہر بھروانہ صاحب (جنہوں نے یہ کہہ کر خود ڈیوٹی لی کہ یہ اُن کا دار الذکر میں آخری جمعہ ہے)۔ مکرم محمد شاہد صاحب (جن کی امیر صاحب کے ساتھ ڈیوٹی تھی اور محراب کے ساتھ کھڑے رہے)۔ مکرم نور الدین صاحب (جنہوں نے اپنے گھر والوں اور دوستوں کو فون کیا کہ میں ایسی جگہ پر ہوں کہ اگر چاہوں تو نکل سکتا ہوں لیکن میری یہاں ڈیوٹی ہے) مکرم چوہدری امتیاز احمد صاحب (جن کی ڈیوٹی مین گیٹ پر تھی جب دہشتگردوں نے حملہ کیا تو یہ بھاگ کر ان کو پکڑنے کے لئے گئے اور حادثہ کے اوّلین شہداء میں شامل ہو گئے)۔

دو افراد نے MTA ریکارڈنگ کے لئے اپنے فرائض کی ادائیگی کی فکر میں اپنی جان کی قربانی دی۔ ان میں ایک مکرم کامران ارشد صاحب تھے جو فائرنگ کے شروع ہونے کے وقت بہادری کے ساتھ جان کی پرواہ کئے بغیر MTA کے لئے ریکارڈنگ کرنے کے لئے نکلے مگر اس دوران دہشتگردوں کی فائرنگ کی زد میں آ کر شہید ہوگئے اور دوسرے مکرم محمد آصف فاروق صاحب تھے جو دہشتگردوں کے حملے کے دوران ریکارڈنگ کرنے نکل پڑے اور اسی سلسلہ میں اوپر کی منزل سے اتر رہے تھے کہ دہشتگردوں کی گولی سے شہید ہوگئے۔

احساس ذمہ داری میں جان کی قربانی:

مکرم شیخ مبشر احمد صاحب ڈیوٹی پر تو نہ تھے لیکن احساس ذمہ داری کے تحت انہوں نے بیت النور میں ایک دہشتگرد کے آنے پر دروازہ بند کرنے کی کوشش کی اور گولی کا نشانہ بن گئے۔

تعمیل حکم میں جان کی قربانی:

ایک اور دوست مکرم وسیم احمد صاحب تھے جو کسی ڈیوٹی پر نہ تھے لیکن جنہوں نے تعمیل حکم کی خاطر اپنی جان کی پرواہ نہ کی واقعات کے مطابق 'پہلی صف میں بیٹھے تھے دہشتگردوں کے آنے پر امیر صاحب کے حکم پر وہیں بیٹھے رہے اور دہشتگردوں کی گولیوں سے شہید ہوگئے۔

دوسروں کی جان کو بچانے کے لئے اپنی جانوں کی قربانی:

شہداء میں کئی بہادر وہ تھے جو دوسروں کو خطرے میں دیکھ کر اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر اُن کو بچانے کے لئے کوشاں ہوئے اور خود قربان ہوگئے۔ ان میں مکرم ناصر محمود خان صاحب بعمر 31 سال تھے جو سیڑھیوں کے نیچے کئی اور دوستوں کے ساتھ محفوظ تھے جب دہشتگرد نے ان لوگوں کی طرف گرینیڈ پھینکا تو اس بہادر نے اسے اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیا تا کہ دوسرے سب محفوظ رہیں اور چاہا کہ اسے حملہ آور کی طرف لوٹا دیں لیکن اس دوران گرینیڈ ان کے ہاتھوں میں پھٹ گیا اور دوسروں کو بچانے کی اس کوشش میں وہیں شہید ہوگئے۔

ان میں مکرم خلیل احمد سولنگی صاحب بعمر 51 سال تھے۔ یہ ایک محفوظ جگہ پر تھے لیکن ایک زخمی بھائی کو بچانے کیلئے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر باہر نکل آئے اور دہشتگرد کی فائرنگ کا نشانہ بن کر شہید ہوگئے۔

ان میں مکرم محمد اشرف بھلڑ صاحب بعمر 47 سال تھے جو بیت النور میں نمازیوں کو بچانے کے لئے ہال کے چھوٹے دروازے کو بند کر کے اس کے آگے کھڑے ہوگئے اور دہشتگرد کو دروازہ نہ کھولنے دیا جس پر اس نے باہر سے ہی گولیوں کی بوچھاڑ کر دی آپ کی کمر چھلنی ہوگئی اور یوں دوسروں کو بچاتے ہوئے آپ موقع پر شہید ہوگئے۔

اسی طرح مکرم لعل خان ناصر صاحب بعمر 25 سال نے بھی دوڑ کر بیت النور کے پچھلے دروازہ کو بند کر کے اسے مضبوطی سے تھام لیا اور دہشتگرد کو دروازہ نہ کھولنے دیا جس پر اس نے نالی اندر کر کے فائر کئے جو آپ کے سینے میں لگے اور آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے جتنی دیر انہوں نے دہشتگردوں کو روکے رکھا بیشتر احباب محفوظ جگہوں پر چلے گئے اور یوں آپ نے بہت سے دوستوں کو بچانے کے لئے اپنی جان قربان کردی۔

ایک صاحب کہتے ہیں کہ باہر سیڑھیوں کے نیچے صحن میں ڈیڑھ دوسو آدمی کھڑے تھے اس وقت دہشتگرد فائرنگ کرتے ہوئے ہال کے کارنر میں تھے ایک آدمی بالکل صحن کے کونے میں آ گیا اگر وہ اس وقت باہر آ جاتا تو جو ڈیڑھ دوسو آدمی باہر تھے وہ شاید آج موجود نہ ہوتے لیکن میری آنکھوں کے سامنے ایک انصار جن کی عمر لگ بھگ 65 سال یا اوپر ہوگی انہوں نے پلّر (Pillar) کے پیچھے سے نکل کر اس کی طرف دوڑ لگا دی اور اس کی وجہ سے بالکل ان کی چھاتی میں گولی لگی اور وہ شہید ہوگئے لیکن ان کی بہادری کی وجہ سے دہشتگرد کے باہر آنے میں کچھ وقت لگا اس عرصے میں بہت سے احمدی محفوظ جگہ پر پہنچ گئے۔

وفا کے تعلق میں بہادرانہ جان کی قربانی:

مکرم نثار احمد صاحب بعمر 46 سال کو مکرم اشرف بلال صاحب نے اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا دونوں دارالذکر میں تھے اشرف صاحب پہلے فائرنگ کی زد میں آئے ان کو گرتے ہوئے مکرم نثار صاحب نے اپنے بازوؤں میں لے لیا اور حملہ آور کے درمیان حائل ہوگئے دہشتگرد کی گولیوں کی بوچھاڑ نے ان کی کمر چھلنی کر دی اور آپ موقع پر شہید ہوگئے اور وفاداری سے جان قربان کردی۔

مردانہ وار مقابلہ کر کے جانوں کی قربانی:

ان شہداء میں سے چند وہ بھی تھے جو نہتے ہونے کے باوجود حیرت انگیز شجاعت کے ساتھ دشمن پر جھپٹے اور اسے زیر کرنے کی اس کوشش میں انتہائی بہادری سے اپنی جان قربان کردی جرأت و شجاعت کی یہ داستان رقم کرنے والے ان شہداء کا ذکر یوں ہے۔

۞ ...... سردار افتخار الغنی صاحب بعمر 43 سال نے موقع پاتے ہی بھاگ کر ایک دہشتگرد کو پکڑا تو دوسرے دہشتگرد نے فائرنگ کر دی جس دہشتگرد کو پکڑا تھا اُس نے اپنی خودکش جیکٹ بلاسٹ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ پوری طور سے نہیں بلاسٹ ہو سکی۔ دھماکہ تھوڑا ہوا لیکن اس دھماکے سے شہید ہوگئے اور دہشتگرد شدید زخمی ہوگیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آسانی سے بچ سکتے تھے اگر یہ اس وقت ایک طرف ہو جاتے اور دہشتگرد پر نہ جھپٹتے۔

۞ ...... مکرم مسعود احمد بھٹی صاحب بعمر 33 سال انتہائی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دہشتگرد کو پکڑ کر گرانے اور قابو پانے میں کامیاب ہو گئے اسی دوران دوسرے دہشتگرد نے گولیوں کی بوچھاڑ کی اور ان کو شہید کر دیا۔

۞ ...... مکرم چوہدری محمد احمد کی عمر 85 سال تھی لیکن انہوں نے جوانوں جیسی ہمت کے ساتھ بیت النور میں اس ایک دہشتگرد پر جو انہیں گولی مار کر اپنی دانست میں فارغ ہو کر دوسری طرف متوجہ ہو چکا تھا زخمی ہونے کے باوجود پیچھے سے ایک دم چھلانگ لگا کر اس کی گردن پکڑ لی۔ ان کی اس ابتدائی کوشش کے بعد اور نمازی بھی شامل ہو گئے اور دہشتگرد کے ہاتھ پاؤں باندھ دئے اس ہاتھا پائی میں انہیں مزید گولیاں بھی لگیں اور شہادت کا رتبہ پایا۔

۞ ...... مکرم منور احمد قیصر صاحب بعمر 57 سال نے دارالذکر کے 'مین گیٹ پر ڈیوٹی کے دوران ایک دہشتگرد کو مضبوطی سے پکڑ لیا جبکہ دوسرے نے آپ پر فائرنگ کر کے آپ کو شہید کر دیا'۔

۞ ...... مکرم محمد شاہد صاحب بعمر 28 سال نے 'شہادت سے قبل فون کر کے کہا کہ میں ان دہشتگردوں کو پکڑنے کی کوشش کرونگا چہرہ پر ناخن لگنے کے نشان تھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے کسی کے ساتھ لڑائی ہوئی ہو'۔

بہادرانہ صبر اور استقامت سے جانوں کی قربانی:

گولیوں اور گرینیڈ سے زخمی ہو کر اپنے بدن سے ابلتے ہوئے خون کو دیکھتے ہوئے، اپنے درد اور تکلیف کو بھلا کر، اپنے اطراف میں اپنے عزیزوں اور پیاروں کو اس حال میں پا کر بھی صبر اور استقامت کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا اور کسی قسم کی بدنظمی اور افراتفری کے بغیر دی گئی ہدایات پر اطاعت کے جذبہ سے عمل کرنا، موبائل فون پر اپنے قریبیوں کو حادثہ کی خبر دے کر دعاؤں کے لئے کہنا اور خود بھی ذکر الٰہی اور درود شریف پڑھتے رہنا اور پھر کئی گھنٹے اسی کیفیت میں گزار کر اپنی جانیں جان آفریں کے سپرد کرتے جانا اجتماعی طور پر بہادرانہ استقامت کا وہ اظہار تھا جسے حضرت مسیح موعودؑ نے فوق الکرامت فرمایا ہے۔

یہ جرأت انگیز استقامت اس مزاج کا مظہر ہے جو احمدیوں کا خاصہ اور طرّہ امتیاز ہے۔ اور اس یقین کا پروردہ جو صرف حق و صداقت کے تعلق سے پیدا ہوتا ہے اور پروان چڑھتا ہے یہ اس ایمان کا اظہار بھی ہے جو ثریا ستارے سے واپس لایا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس انقلاب آفریں قوت قدسیہ کا بھی جس نے ان احمدیوں کو ان باقی سب لوگوں سے ممتاز کر رکھا ہے جو گو ان کی طرح اسی زمین کے باسی ہیں لیکن عدم ایمان کے باعث ان اعلیٰ صفات سے محروم۔

ان شہداء کی صبر و اطمینان سے موت کو یوں گلے لگانے والی یہ سکینت بلا شبہ ان فرشتوں کی تسلّی کا نتیجہ تھی جو ان صاحبان استقامت پر اس وقت یہ کہتے ہوئے اترے کہ:

'خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت کے ملنے پر خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو'۔ (حٰم:31)

(باقی آئندہ)

بقیہ: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورۂ یورپ ......از صفحہ 16

دعائیہ خیر مقدمی گیت پیش کر رہے تھے۔

بیلجیم کی تمام دس جماعتوں سے قریباً ایک ہزار کی تعداد میں احباب جماعت دوپہر سے ہی مشن ہاؤس کے بیرونی احاطہ میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے اور بڑے منظّم طریق سے ایک طرف خواتین اور بچیاں اور دوسری طرف مرد احباب کھڑے تھے اور ان میں سے ہر ایک آج ان مبارک اور بابرکت لمحات سے فیضیاب ہو رہا تھا۔ بعض فیملیز ملک کے مختلف اطراف سے بڑا لمبا سفر طے کر کے ان برکات کے حصول کے لئے اور اپنی زندگی کی ان چند قیمتی گھڑیوں کے لئے یہاں پہنچی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بیلجیم میں قیام صرف ایک رات کا تھا اس لئے کوئی بھی ان مبارک ساعتوں سے محروم رہنا نہیں چاہتا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب احباب کو السلام علیکم کہا اور پھر اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

مشن ہاؤس کے بیرونی کھلے احاطہ میں ایک مارکی لگا کر نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔ چھ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مارکی میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے امیر صاحب بیلجیم اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے آج کے پروگراموں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ بعد ازاں حضور انور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور کو دیکھتے ہی احباب جماعت اور خواتین سب ایک دفعہ پھر اکٹھے ہو گئے۔ حضور انور قریباً بیس منٹ اپنے عشّاق کے درمیان رونق افروز رہے۔ حضور انور نے امیر صاحب بیلجیم سے مشن ہاؤس کی توسیع اور مرمّت کے کام کے حوالہ سے گفتگو فرمائی اور ہدایات دیں۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے گئے جہاں مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن نے دفتری ملاقات کی اور اپنی ڈاک پیش کر کے ہدایات حاصل کیں۔

نومبائعین کی حضور انور سے ملاقات

آج شام پروگرام کے مطابق بیلجیم کے نومبائعین کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ اور ملاقات تھی۔ اس پروگرام میں مراکش، الجزائر، یمن، کانگو، غانا، روانڈا، یوگنڈا، بیلجیم، کوسووو، موریطانیہ اور انڈیا سے تعلق رکھنے والے 62 افراد نے شرکت کی۔ اسی طرح مراکش، مصر، عراق اور میسیڈونیا سے تعلق رکھنے والے بیس زیر تبلیغ مرد و خواتین مہمانوں نے بھی اس میٹنگ میں شرکت کی۔

آٹھ بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور پروگرام کا آغاز ہوا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ہر ایک سے باری باری گفتگو فرمائی اور قبول احمدیت کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

☆ مراکش کے ایک نومبائع دوست مراد فائی صاحب نے بتایا کہ انہوں نے گزشتہ ماہ بیعت کی ہے۔ MTA کے عربی پروگرام بھی دیکھے ہیں اور لٹریچر کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ موصوف نے حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا کہ مَیں Baker ہوں لیکن آجکل کام نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اپنا کاروبار کیوں شروع نہیں کرتے۔

☆ مراکش کے ایک دوست عبداللہ کا کانی صاحب نے بتایا کہ وہ کچھ عرصہ ہوا اٹلی سے یہاں آئے ہیں۔ مراکش کے ایک احمدی دوست محمد الغزراوی کے چچا ہیں۔ ان کو محمد الغزراوی نے تبلیغ کی ہے اور ان کی تبلیغ سے ہی احمدیت قبول کی ہے۔ محمد الغزراوی صاحب بھی ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور انور نے ان کے بارہ میں فرمایا یہ تو اب ہمارے پرانے احمدی ہو گئے ہیں۔

محمد الغزراوی صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے انتہائی مخلص اور فدائی احمدی ہیں۔ انہوں نے اپنی پوری فیملی کو احمدی کر لیا ہوا ہے۔ آج کی اس مجلس میں ان کے بھائی، چچا، بہنیں، ماں، بھانجا سبھی موجود تھے اور یہ خود احمدیت کے نور سے منوّر ہونے کے بعد اب تک پندرہ کے قریب بیعتیں کروا چکے ہیں۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت بیلجیم کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ ان نومبائعین کے بارہ میں MTA کے لئے پروگرام تیار کر کے بھجوائیں کہ انہوں نے کس طرح احمدیت قبول کی۔ ان کے تأثرات کیا ہیں۔ ان کی زندگیوں میں قبول احمدیت کے بعد کیا تبدیلی واقع ہوئی۔ حضور انور نے فرمایا کہ اب آپ نے پروگرام بنا کر بھجوانے ہیں۔

☆ ایک نومبائع دوست نے عرض کیا کہ ہم بہت سے لوگ MTA کے ذریعہ احمدی ہوئے ہیں۔ کوئی ایسا پروگرام ہونا چاہئے کہ ہم ہر تین ماہ بعد مرکز لندن جائیں اور وہاں الحوار المباشر کے پروگراموں اور عربک ڈیسک میں کام کرنے والوں کے ساتھ ہماری مجالس ہوں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے جلسہ سالانہ پر شریف عودہ صاحب یہاں آ رہے ہیں۔ آئندہ بھی ایسے پروگرام ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

☆ ایک نومبائع دوست کو حضور انور نے فرمایا کہ یہ بھی اب پرانے احمدی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی کہ مجھے سکول میں بعض مشکلات کا سامنا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

☆ ایک نومبائع دوست عبدالناصر صاحب مراکش کے تھے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں ان کو جانتا ہوں۔ موصوف نے بتایا کہ وہ حضور انور سے ملاقات کے لئے لندن بھی گئے تھے اور وہاں حضور انور کی خدمت میں اپنی اہلیہ کی بیعت کے لئے دعا کی درخواست کی تھی۔ حضور انور نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں بیعت کی توفیق دے اور ساتھ ہی حضور انور نے اہلیہ کے لئے "الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ" کی انگوٹھی بھی بھجوائی تھی۔ آج میں حضور انور کو یہ خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ میری اہلیہ اس مجلس میں موجود ہے اور بیعت کے لئے تیار ہے۔

☆ حضور انور نے ان کی اہلیہ لطیفہ ہمداوی صاحبہ سے دریافت فرمایا کہ آپ نے اتنی دیر کیوں لگائی، کیا آپ کو اپنے میاں میں تبدیلی نظر نہیں آئی تھی۔ اتنا انتظار کیوں کیا۔ ان کی اہلیہ نے بتایا کہ کتابیں پڑھ رہی تھی، مطالعہ کر رہی تھی اور غور کر رہی تھی۔ آج میں بیعت کر رہی ہوں۔

☆ مراکش کے ایک نومبائع حسن خطوطی صاحب کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ یہ بھی اب پرانے احمدی ہیں۔ موصوف نے بتایا کہ انہوں نے دو سال قبل کتاب "القول الصریح" پڑھنے کے بعد بیعت کی تھی۔ انہوں نے اپنی اہلیہ کے لئے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی قبول احمدیت کی توفیق دے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ کوشش جاری رکھیں اور دعا پر زور دیں۔

☆ مراکش کے ایک دوست کریم صاحب نے گزشتہ ماہ 29/مئی 2011ء کو بیعت کی تھی۔ یہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پہلی دفعہ ملاقات کر رہے تھے۔ موصوف نے بتایا کہ انہوں نے داعیین الی اللہ کی تبلیغ سے احمدیت قبول کی ہے۔ ایک مہینہ قبل وہ احمدیت کے بارہ میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ یہاں نومبائعین نے مجھے تبلیغ کی اور مجھے احمدیت کی صداقت پر انشراح صدر ہوا۔ مَیں نے بیعت کر لی۔

مبلغ انچارج صاحب نے بتایا کہ یہاں نومبائعین خود ہی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اپنی فیملیز، دوستوں، عزیز و اقارب کو تبلیغ کر رہے ہیں اور بہت سی بیعتیں ان کی تبلیغ سے ہو رہی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

☆ مراکش کے ایک نومبائع دوست حسین فادل صاحب نے بتایا کہ وہ لندن آئے تھے اور حضور انور کی خدمت میں اپنی اہلیہ کی بیعت کے لئے دعا کی درخواست کی تھی کہ وہ بھی احمدی ہو جائے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا تھا کہ آپ خود ایک نمونہ بنیں آپ کی بیوی آپ میں تبدیلی دیکھ کر احمدی ہو جائے گی۔ انہوں نے بتایا کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی اہلیہ بھی بیعت کرنے والوں میں شامل ہے۔ حضور انور نے فرمایا: الحمدللہ۔

☆ فضل احمد صاحب ایک بیلجین احمدی دوست ہیں۔ انہوں نے بھی احمدیت قبول کرنے کے بعد اخلاص میں بہت ترقی کی ہے۔ باقاعدہ مسجد آتے ہیں اور مسجد فنڈ میں ایک ہزار یورو چندہ بھی دیا ہے اور یہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں اپنے اندر تبدیلی محسوس کرتا ہوں۔ موصوف کی والدہ دہریہ ہیں۔ انہوں نے اپنی والدہ کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضور انور نے فرمایا: اللہ اپنا فضل فرمائے۔

☆ موریطانیہ کے ایک دوست عثمان سُو صاحب نے بتایا کہ وہ دو سال سے احمدی ہیں۔

☆ ایک نومبائع دوست نذیر صاحب نے 2008ء میں بیعت کی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ کام تلاش کر رہا ہوں۔ ان کی اہلیہ بیمار ہیں۔ انہوں نے اپنی اہلیہ کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں دعا کروں گا (انشاء اللہ)۔

☆ لدھیانہ (انڈیا) سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان Vasdev نے ایک سال قبل بیعت کی تھی۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ پہلے ہندو مذہب سے تعلق تھا۔ داعیین الی اللہ کی تبلیغ سے احمدی ہوا ہوں۔ اب یہ جماعت میں کافی فعّال ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک استفسار پر انہوں نے بتایا کہ بیعت کرنے کے بعد میری مخالفت نہیں ہوئی، گھر والوں نے کچھ نہیں کہا۔

☆ تنزانیہ سے تعلق رکھنے والے ایک نومبائع دوست کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو پہلے بھی مل چکے ہیں، لندن بھی آئے تھے۔ ان کے بارہ میں بتایا گیا کہ یہ بہت تبلیغ کر رہے ہیں۔ انہوں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔

☆ یوگنڈا کے ایک دوست نے بتایا کہ 2009ء میں بیعت کی تھی۔ چھ ماہ قبل بیلجیم آیا ہوں اور اب یہاں اسائلم لینے کا پروگرام ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کیا آپ کو یوگنڈا میں کوئی Threats وغیرہ ہیں، آپ اسائلم کیوں لینا چاہتے ہیں؟۔ موصوف نے بتایا کہ اب یہاں قیام کرنے کا پروگرام ہے۔

☆ ایک نومبائع احمد قادری صاحب از مراکش نے بتایا کہ کافی عرصہ سے احمدی ہوں۔ اب کچھ عرصہ قبل

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 18 Friday 24 June, 2011 Issue No. 25

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ۔ جون 2011ء

بیت السلام (برسلز) میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

نومبائعین کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات۔ نواحمدیوں کے قبول احمدیت، اخلاص و فدائیت اور جذبۂ تبلیغ کے ایمان افروز واقعات

حدیث میں ہے جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔ اب آپ نے اپنے لئے احمدیت کو حق سمجھ کر پسند کیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق احمدیت کو قبول کیا ہے تو اب یہی بات آپ کو دوسروں کے لئے پسند کرنی چاہئے۔ تبلیغ کا بڑا ذریعہ اپنا ذاتی نمونہ ہوتا ہے۔ آپ تبدیلی دکھائیں گے تو لوگوں میں توجہ پیدا ہوگی۔

(نومبائعین کو حضور انور ایدہ اللہ کی نصائح)

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بیلجیم میں مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

11 / جون بروز ہفتہ 2011ء

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپ کے تین ممالک بیلجیم، جرمنی اور ہالینڈ کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے صبح دس بج کر چالیس منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔

اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مردوخواتین صبح سے ہی مسجد فضل لندن کے احاطہ میں جمع تھے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی۔ جس کے بعد چار گاڑیوں پر مشتمل قافلہ برطانیہ کی بندرگاہ Dover کے لئے روانہ ہوا۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کا سفر طے کرنے کے بعد بارہ بج کر دس منٹ پر Dover پہنچے۔ ڈوور (Dover) بندرگاہ انگلستان کی بڑی بندرگاہ ہے جو کاؤنٹی کینٹ ساؤتھ ایسٹ میں واقع ہے۔ لندن اور اس کے اردگرد آباد شہروں اور علاقوں کے لوگ یورپ کا سفر عموماً اسی بندرگاہ سے کرتے ہیں۔ اس بندرگاہ سے سالانہ 18 ملین مسافر سفر کرتے ہیں۔

لندن سے مکرم منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر یوکے، مکرم فہیم احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ یوکے، نمائندہ صدر انصار اللہ یوکے، اخلاق احمد انجم صاحب (وکالت تبشیر)، ظہور احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)، عابد وحید خان صاحب (انچارج پریس ڈیسک) اور بعض دیگر جماعتی عہدیداران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے قافلہ کے ساتھ آئے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے اور الوداع کہنے کے لئے ساتھ آنے والے تمام احباب اور خدام الاحمدیہ کی سیکورٹی ٹیم کو شرف مصافحہ بخشا۔

امیگریشن کی کارروائی اور روٹین کے دیگر سفری امور کی تکمیل کے بعد بارہ بج کر پچپن منٹ پر P & O (Pride of Burgundy) Ferries میں سوار ہوئے۔ سوا ایک بجے فیری Dover سے فرانس کی بندرگاہ Calais کے لئے روانہ ہوئی اور ایک گھنٹہ پینتیس منٹ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق تین بج کر پچاس منٹ پر Calais پہنچی۔ (فرانس اور برطانیہ کے وقت میں ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ فرانس کا وقت برطانیہ سے ایک گھنٹہ آگے ہے)۔ Calais شہر انگلش چینل کے فرانسیسی ساحل پر واقع ہے۔ انگلش چینل کی کم سے کم چوڑائی 33 کلومیٹر ہے جو انگلستان کے ساحلی شہر Dover اور فرانس کے شہر Calais کے درمیان ہے اور فرانس جانے والی Ferries عموماً اسی روٹ پر سفر کرتی ہیں۔

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق Calais بندرگاہ سے چند کلومیٹر کے سفر کے بعد جماعت بیلجیم سے آئے ہوئے وفد نے مین ہائی وے پر ایک پارکنگ ایریا میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کرنا تھا اور یہاں سے قافلہ کو Escort کرتے ہوئے برسلز لے جانا تھا۔ چار بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جگہ پہنچے تو امیر صاحب بیلجیم سید حامد محمود شاہ صاحب نے اپنی مجلس عاملہ کے چند ممبران میاں اعجاز احمد صاحب (جنرل سیکرٹری)، فرید یوسف صاحب (سیکرٹری صنعت و تجارت)، زاہد محمود صاحب (سیکرٹری وقف جدید)، افضال توقیر صاحب (سیکرٹری رشتہ ناطہ)، صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیم اور سیکورٹی ٹیم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور ازراہ شفقت گاڑی سے باہر تشریف لائے اور ان سبھی احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

بیت السلام (برسلز) میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

بعد ازاں یہاں سے آگے برسلز مشن کے لئے روانگی ہوئی۔ چالیس کلومیٹر کے سفر کے بعد فرانس کا بارڈر کراس کر کے بیلجیم کی حدود میں داخل ہوئے۔ یہاں بارڈر سے برسلز کا فاصلہ 150 کلومیٹر ہے۔

قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں یہ مسافت طے کرنے کے بعد 5 بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ بیلجیم کے مرکزی سنٹر ''بیت السلام'' برسلز میں ورود مسعود ہوا جہاں احباب جماعت بیلجیم مردوخواتین اور بچے بڑی تعداد میں اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ جونہی حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے، حافظ احسان سکندر صاحب مبلغ سلسلہ بیلجیم نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بچیاں کورس کی شکل میں دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ مراکش، الجزائر، یمن اور عراق سے تعلق رکھنے والے نومبائعین اپنے ہاتھوں میں اھلاً و سھلاً و مرحباً اور ''اِنّی مَعَکَ یَامسرور'' کے بینرز اٹھائے ہوئے عربی زبان میں

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

1st July 2011 – 7th July 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 1st July 2011

00:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:10	Insight
00:20	Qur'anic Archaeology: a discussion on Islamic culture and archaeology.
01:10	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
02:10	Historic Facts
02:55	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st June 1995.
04:00	Moshaairah: an evening of pre-recorded poetry.
04:55	Jalsa Salana Canada: concluding address delivered by Huzoor, on 4th July 2004.
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Historic Facts
07:10	Children's class with Huzoor.
08:15	Siraiki Service
08:55	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
10:30	Indonesian Service
12:00	Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
13:15	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
13:30	Dars-e-Hadith
13:50	Zinda Log: A documentary about the martyrs of Ahmadiyyat.
14:20	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Jalsa Salana Germany: an address deliverd by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 25th June 2011, from the ladies Jalsa Gah.
19:10	Seerat Sahaba Rasool (saw): A series of Urdu discussion programmes about the companions of the Holy Prophet (saw).
19:30	Yassarnal Qur'an
20:00	Fiqahi Masail
20:35	Friday Sermon
22:00	Insight
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 2nd July 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	International Jama'at News
01:00	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 6th November 1997.
02:10	Fiqahi Masail
02:45	Friday Sermon: rec. on 1st July 2011.
04:00	Seerat Sahaba Rasool (saw): A series of Urdu discussion programmes about the companions of the Holy Prophet (saw).
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	International Jama'at News
07:10	Yassarnal Qur'an
07:30	Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Huzoor, on 26th June 2011.
08:35	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 22nd February 1998.
09:30	Friday Sermon [R]
10:45	Indonesian Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Zinda Log
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
14:05	Bengali Service
15:05	Children's class with Huzoor.
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Children's class [R]
19:30	Faith Matters: an English question and answer programme.
20:30	International Jama'at News
21:15	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 3rd July 2011

00:00	MTA World News
00:15	Friday Sermon: rec. on 1st July 2011.
01:30	Tilawat
01:40	Dars-e-Hadith
02:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th November 1997.
03:20	Friday Sermon [R]
04:35	Yassarnal Qur'an
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:10	Dars-e-Hadith
06:20	Children's class with Huzoor.
07:30	Children's Corner
08:05	Faith Matters
09:05	Jalsa Salana Holland: concluding address delivered by Huzoor, on 6th June 2004.
10:10	Indonesian Service.
11:10	Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon, recorded on 6th April 2007.
12:15	Tilawat
12:30	Zinda Log: A documentary about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:15	Children's class [R]
16:30	Faith Matters [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Children's class [R]
19:25	Real Talk
20:30	Children's Corner
21:00	Jalsa Salana Holland [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:25	Ashab-e-Ahmad

Monday 4th July 2011

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:00	International Jama'at News
01:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 21st November 1997.
02:50	Food for Thought: a discussion programme.
03:40	Friday Sermon: rec. on 1st July 2011.
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	International Jama'at News
07:05	Seerat-un-Nabi (saw)
07:40	Children's class with Huzoor.
08:45	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 6th April 1998.
09:50	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 22nd April 2011.
11:00	Jalsa Salana Speeches
11:50	Tilawat
12:05	International Jama'at News
12:35	Zinda Log
13:10	Bangla Shomprochar
14:10	Friday Sermon: rec. on 23rd September 2005.
15:20	Jalsa Salana Speeches [R]
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th November 1997.
20:30	International Jama'at News
21:05	Children's class [R]
22:10	Jalsa Salana Speeches [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Tuesday 5th July 2011

00:05	MTA World News
00:25	Seerat-un-Nabi (saw)
00:50	Tilawat
01:00	Insight
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th November 1997.
02:35	Seerat-un-Nabi (saw)
03:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 6th April 1998.
04:10	Khilafat Day Seminar
04:55	Jalsa Salana Canada: an address delivered by Huzoor, on 3rd July 2004, from the ladies Jalsa Gah.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:35	Insight
07:20	Yassarnal Qur'an
07:55	Children's class with Huzoor.
08:55	Question and Answer Session: rec. on 1st March 1998.
10:05	Indonesian Service
11:10	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 20th August 2010.
12:10	Tilawat
12:20	Zinda Log
12:50	Insight
13:10	Bangla Shomprochar
14:15	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address delivered by Huzoor, on 21st October 2007.
14:50	Yassarnal Qur'an
15:25	Historic Facts
16:25	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth: an English talk-show on various matters relating to Islam.
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 1st July 2011.
20:35	Insight
21:00	Children's class [R]
22:15	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
23:05	Real Talk

Wednesday 6th July 2011

00:10	MTA World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars-e-Malfoozat
01:00	Yassarnal Qur'an
01:35	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 18th November 1997.
02:35	Learning Arabic
03:15	Food for Thought: an English discussion.
03:55	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 1st March 1998.
05:05	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address delivered by Huzoor, on 21st October 2007.
06:05	Tilawat
06:25	Dars-e-Hadith
06:45	Yassarnal Qur'an
07:05	Masih Hindustan Main
07:50	Children's class with Huzoor.
08:55	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 25th July 1997.
09:50	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
12:05	Tilawat
12:20	Dars-e-Hadith
12:40	Zinda Log: A documentary about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:15	Friday Sermon: rec. on 7th October 2005.
14:05	Bangla Shomprochar
15:25	Dua-e-Mustaja'ab
16:00	Fiq'ahi Masa'il
16:45	Dars-e-Hadith [R]
17:20	Australian Flora & Fauna
18:00	MTA World News
18:20	Majlis Ansarullah UK Ijtema: an address deliverd by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 5th November 2006.
19:05	Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:25	Real Talk
20:30	Yassarnal Qur'an [R]
20:50	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:30	Children's class [R]
22:45	Friday Sermon [R]

Thursday 7th July 2011

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat
00:35	Dars-e- Hadith
00:45	Masih Hindustan Main: A discussion on the books of the Promised Messiah (as).
01:05	Liqa Ma'al Arab: recorded on 30th October 1997.
02:30	Fiqahi Masail
03:00	MTA World News
03:20	Masih Hindustan Main [R]
04:10	Friday Sermon: rec. on 7th October 2005.
05:05	Jalsa Salana Canada: concluding address delivered by Huzoor, on 4th July 2004.
06:00	Tilawat
06:25	Children's class with Huzoor.
07:30	Yassarnal Qur'an
08:05	Faith Matters
09:10	Qur'anic Archaeology: a discussion on Islamic culture and archaeology.
10:00	Indonesian Service
11:10	Pushto Service
12:00	Tilawat
12:20	Zinda Log
13:00	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 1st July 2011.
14:05	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd June 1995.
15:30	Moshaa'irah
16:25	Dars-e- Malfoozat
16:35	Yassarnal Qur'an [R]
16:55	Faith Matters
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor, on 30th July 2004.
19:25	Qur'anic Archaeology
20:05	Faith Matters [R]
21:05	Children's class [R]
22:10	Tarjamatul Qur'an class [R]
23:15	Moshaairah [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 24 June, 2011 | Issue No. 25

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ۔ جون 2011ء

بیت السلام (برسلز) میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

نومبائعین کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات۔ نواحمدیوں کے قبول احمدیت، اخلاص و فدائیت اور جذبۂ تبلیغ کے ایمان افروز واقعات

حدیث میں ہے جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔ اب آپ نے اپنے لئے احمدیت کو حق سمجھ کر پسند کیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق احمدیت کو قبول کیا ہے تو اب یہی بات آپ کو دوسروں کے لئے پسند کرنی چاہئے۔ تبلیغ کا بڑا ذریعہ اپنا ذاتی نمونہ ہوتا ہے۔ آپ تبدیلی دکھائیں گے تو لوگوں میں توجہ پیدا ہوگی۔

(نومبائعین کو حضور انور ایدہ اللہ کی نصائح)

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بیلجیم میں مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاهر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

11/جون بروز ہفتہ 2011ء

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپ کے تین ممالک بیلجیم، جرمنی اور ہالینڈ کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے صبح دس بج کر چالیس منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔

اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مرد وخواتین صبح سے ہی مسجد فضل لندن کے احاطہ میں جمع تھے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی۔ جس کے بعد چار گاڑیوں پر مشتمل قافلہ برطانیہ کی بندرگاہ Dover کے لئے روانہ ہوا۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کا سفر طے کرنے کے بعد بارہ بج کر دس منٹ پر Dover پہنچے۔ ڈوور (Dover) بندرگاہ انگلستان کی بڑی بندرگاہ ہے جو کاؤنٹی کینٹ ساؤتھ ایسٹ میں واقع ہے۔ لندن اور اس کے اردگرد آباد شہروں اور علاقوں کے لوگ یورپ کا سفر عموماً اسی بندرگاہ سے کرتے ہیں۔ اس بندرگاہ سے سالانہ 18 ملین مسافر سفر کرتے ہیں۔

لندن سے مکرم منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر یوکے، مکرم فہیم احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ یوکے، نمائندہ صدر انصار اللہ یوکے، اخلاق احمد انجم صاحب (وکالت تبشیر)، ظہور احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)، عابد وحید خان صاحب (انچارج پریس ڈیسک) اور بعض دیگر جماعتی عہدیداران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے قافلہ کے ساتھ آئے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے اور الوداع کہنے کے لئے ساتھ آنے والے تمام احباب اور خدام الاحمدیہ کی سیکورٹی ٹیم کو شرف مصافحہ بخشا۔

امیگریشن کی کارروائی اور روٹین کے دیگر سفری امور کی تکمیل کے بعد بارہ بج کر پچپن منٹ پر P & O (Pride of Burgundy) Ferries میں سوار ہوئے۔ سوا ایک بجے فیری Dover سے فرانس کی بندرگاہ Calais کے لئے روانہ ہوئی اور ایک گھنٹہ پینتیس منٹ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق تین بج کر پچاس منٹ پر Calais پہنچی۔ (فرانس اور برطانیہ کے وقت میں ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ فرانس کا وقت برطانیہ سے ایک گھنٹہ آگے ہے)۔ Calais شہر انگلش چینل کے فرانسیسی ساحل پر واقع ہے۔ انگلش چینل کی کم سے کم چوڑائی 33 کلومیٹر ہے جو انگلستان کے ساحلی شہر Dover اور فرانس کے شہر Calais کے درمیان ہے اور فرانس جانے والی Ferries عموماً اسی روٹ پر سفر کرتی ہیں۔

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق Calais بندرگاہ سے چند کلومیٹر کے سفر کے بعد جماعت بیلجیم سے آئے ہوئے وفد نے مین ہائی وے پر ایک پارکنگ ایریا میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کرنا تھا اور یہاں سے قافلہ کو Escort کرتے ہوئے برسلز لے جانا تھا۔ چار بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جگہ پہنچے تو امیر صاحب بیلجیم سید حامد محمود شاہ صاحب نے اپنی مجلس عاملہ کے چند ممبران میاں اعجاز احمد صاحب (جنرل سیکرٹری)، فرید یوسف صاحب (سیکرٹری صنعت و تجارت)، زاہد محمود صاحب (سیکرٹری وقف جدید)، افضال توقیر صاحب (سیکرٹری رشتہ ناطہ)، صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیم اور سیکورٹی ٹیم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور ازراہ شفقت گاڑی سے باہر تشریف لائے اور ان سبھی احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

بیت السلام (برسلز) میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

بعد ازاں یہاں سے آگے برسلز مشن کے لئے روانگی ہوئی۔ چالیس کلومیٹر کے سفر کے بعد فرانس کا بارڈر کراس کر کے بیلجیم کی حدود میں داخل ہوئے۔ یہاں بارڈر سے برسلز کا فاصلہ 150 کلومیٹر ہے۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں یہ مسافت طے کرنے کے بعد 5 بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ بیلجیم کے مرکزی سنٹر "بیت السلام" برسلز میں ورود مسعود ہوا جہاں احباب جماعت بیلجیم مرد وخواتین اور بچے بڑی تعداد میں اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ جونہی حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے، حافظ احسان سکندر صاحب مبلغ سلسلہ بیلجیم نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بچیاں کورس کی شکل میں دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ مراکش، الجزائر، یمن اور عراق سے تعلق رکھنے والے نومبائعین اپنے ہاتھوں میں اہلاً و سہلاً و مرحباً اور "اِنّی مَعَکَ یَامسرور" کے بینرز اٹھائے ہوئے عربی زبان میں

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں